برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن علامہ حسن رضا خان
بریلوی کے پچاس کلاموں پر تضمینوں کا مجموعہ

تضمینِ اشرف

خلیفہ امینِ شریعت و تاج الشریعہ

ابو علوان محمد اشرف رضا قادری

چیف ایڈیٹر امینِ شریعت سہ ماہی

امینِ شریعت دار المطالعہ

بلودا بازار چھتیس گڑھ

برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن علامہ حسن رضا خان
بریلوی کے پچاس کلاموں پر تضمینوں کا مجموعہ

تضمینِ اشرف

خلیفۂ امینِ شریعت و تاج الشریعہ
ابو علوان محمد اشرف رضا قادری
چیف ایڈیٹر امینِ شریعت سہ ماہی

امینِ شریعت دار المطالعہ
بلودا بازار چھتیس گڑھ

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ

نام کتاب	:	تضمینِ اشرف
شاعر	:	محمد اشرف رضا قادری
نظرِ ثانی	:	مفتی مجاہد حسین رضوی صاحب الہ آباد
کمپوزنگ	:	محمد آفتاب قریشی
تزئین	:	محمد ہاشم دہلی
قیمت	:	200
نمود اوّل	:	ماہِ صفر المظفر ۲۰۲۰ء بموقع عرس رضوی
باہتمام:	:	امین شریعت دار المطالعہ، بلودا بازار چھتیس گڑھ

Contact:

Ashraf Raza Qadri

AMINE SHARIAT DARUL MUTALA

BHAI PROVISION STORE, OLD BUS STAND, BALODA BAZAR

DIST.: BALODA BAZAR BHATAPARA (C.G.)

PIN: 493332, WHATSAPP NO. :+91 98378-17726

92ashrafrazakhan@gmail.com

مشمولات

- شرفِ انتساب ۶
- پیشِ لفظ ۷
- کلمات خیر ۱۰
- تقریظ جلیل ۱۲
- حضرت اشرف رضا کی تضمین نگاری ۱۴
- ایک خوب صورت تحفہ ۱۸
- تضمینِ اشرف: اِک قابل تحسین کارنامہ ۲۱
- اشرف رضا قادری: ایک کامیاب تضمین نگار ۲۳
- مقدمہ ۲۷
- دردِ دل کر مجھے عطا یارب ۳۵
- ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا ۳۸
- جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا ۴۰
- خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا ۴۳
- آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا ۴۶
- عاصیوں کو در تمہارا مل گیا ۴۹
- دل مِرا دنیا پہ شیدا ہو گیا ۵۲
- کہوں کیا حال زاہد! گلشنِ طیبہ کی نزہت کا ۵۵
- قبلہ کا بھی کعبہ رخِ نیکو نظر آیا ۵۷
- یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا ۵۹

- تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا ۶۱
- ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا ۶۴
- سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا ۶۷
- اگر قسمت سے میں ان کی گلی میں خاک ہو جاتا ۷۰
- واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا ۷۲
- پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت ۷۵
- کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج ۷۹
- دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح ۸۱
- سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب ۸۳
- جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب ۸۶
- سحابِ رحمتِ باری ہے بارہویں تاریخ ۸۸
- ذاتِ والا پہ بار بار درود ۹۱
- رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند ۹۳
- ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ ۹۵
- مرحبا عزت و کمالِ حضور ۹۷
- سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر ۹۹
- جتنا مِرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز ۱۰۲
- سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض ۱۰۵
- خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ ۱۰۷
- کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہے برخلاف ۱۰۹
- رحمت نہ کس طرح ہو گنہ گار کی طرف ۱۱۱
- طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال ۱۱۳

- اے مدینے کے تاج دار سلام ۱۱۵
- ترے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم ۱۱۷
- ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق ۱۲۰
- اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم ۱۲۳
- نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں ۱۲۶
- عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں ۱۲۸
- دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو ۱۳۰
- کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں ۱۳۲
- عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ ۱۳۵
- نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے ۱۳۸
- مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے ۱۴۰
- جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں امت اُن کی ۱۴۲
- دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو ۱۴۴
- مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے ۱۴۷
- کرے چارہ سازی زیارت کسی کی ۱۴۹
- اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری ۱۵۱
- باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے ۱۵۴
- السلام اے خسرو دنیا و دیں ۱۵۷

شرفِ انتساب

[ا]

شہنشاہِ سخن استاذِ زمن برادرِ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی

[۲]

شہزادۂ استاذ زمن استاذ العلماء

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسنین رضا خاں بریلوی

[۳]

جگر گوشۂ علامہ حسنین رضا خاں، شبیہ مفتیٔ اعظم ہند، مخدوم چھتیس گڑھ امین

شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی

علیہم الرحمہ

پیشِ لفظ

محمد اشرف رضا قادری

وادیٔ شعر و سخن کی سیاحی کرنے والے اصحابِ قرطاس و قلم اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہیں کہ تضمین نگاری کس قدر مشکل کام ہے اس فن میں بہت محتاط طریقے سے خامہ فرسائی کی جرات کی جاتی ہے چونکہ کسی دوسرے شاعر کے شعر و خیال کے مفہوم و معنی کے اردگرد تضمین نگار کا خیال گردش کرتا رہتا ہے۔ یہاں اپنی مرضی اپنے خیالات کے اظہار و ابلاغ اور فکری اُپج و اختراعِ ذہنی کے لئے آزادانہ فضا کی گنجائش نہ کے برابر ہوتی ہے۔ شعر کہنا ہے مگر اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ مرکزِ فکر وہ شعر قرار پاتا ہے جس پر وہ تضمین کہنے کی کوشش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اصنافِ سخن میں تضمین نگاری کو اساتذۂ فن نے ایک مشکل فن کے طور پر تعارف کرایا ہے۔ اردو شعری روایات کے تجزیہ نگاروں نے تضمین نگاری کو شعری پیوندکاری سے تعبیر کرتے ہوئے اسے ایک خاص فکری بندش کا حامل قرار دیا ہے یعنی دوسروں کے اشعار پر اپنے خیالات کا ایسا جوہر پیش کرنا کہ شعر کا مرکزی مفہوم بھی واضح ہو جائے اور اسی کے ساتھ تشریح و توضیح کی بھی ایسی نئی راہ ہموار ہو جائے تاکہ تضمین کا شعر پڑھتے ہی اصل شعر کے معانی و مطالب ذہن کی اسکرین پر اُجاگر ہو جائیں۔ اِس ادبی تناظر میں جھانکنے کے بعد ہند و پاک کے کئی ایسے نامور چہرے سامنے آتے ہیں جن کے لازوال شعری نقوش آج بھی اس فن کو برتنے والوں کے لئے معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ میں صنفِ غزل سے ہٹ کر صرف نعتیہ تضمین کی بات کروں تو بے شمار شعرا کا نام سامنے آتا ہے۔ خود امامِ نعت گویاں حسان الہند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

قادری برکاتی قدس سرہ نے تضمین نگاری کے فن کو صرف پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ دوسرے شاعر کے کلام پر تضمین لکھ کر اسے فروغ دیا ہے۔ برصغیر کے شعری حلقوں میں تضمین کے حوالے سے جب بات چلتی ہے تو جس شاعر کا نام اور نعتیہ کلام سب سے نمایاں طور پر سامنے آتا ہے وہ شاہ امام احمد رضا خاں قادری کی ہی ذات گرامی ہے۔ بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب سے زیادہ اگر کسی شاعر کے کلام پر تضمین ہوئی اور ہو رہی ہے تو وہ امام احمد رضا خاں قادری ہی ہیں۔ دینی محافل تو پہلے سے ہی کلام رضا کی نغمگیت اور شعری گونج سے آباد تھی اب تقریباً تین دہائیوں سے تضمینِ کلامِ رضا نے نغمہ و ترنم اور سرور و کیف کی ایک الگ دنیا آباد کر رکھی ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ ہر دینی مجلس و محفل میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے مگر اپنے عہد کے مایہ ناز ادیب اور عالمی شہرت یافتہ شاعر، کلاسیکی ادب کے شہریار اور فصاحت و بلاغت کے تاجدار، برادرِ اعلیٰ حضرت استادِ زمن علامہ حسن رضا خان (حسن بریلوی) کے کلاموں پر دو چار تضامین کے ہی نمونے فقیر کی تجسس آمیز نظر سے گذرے تھے۔ مدت سے یہ خواہش انگڑائی لے رہی تھی کہ کلیات و حدائقِ استادِ زمن سے تضمین کی صورت میں خوشہ چینی کر سکوں مگر کثرتِ کار اور دیگر دینی و علمی مشاغل کے باعث یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو پا رہا تھا مگر میں اسے اعلیٰ حضرت کا کرم، استاد زمن کی خصوصی عطا، حجۃ الاسلام کی توجہ، مفتیٔ اعظم ہند کی التفات، حضور تاج الشریعہ کی کرم نوازی اور خصوصاً مشفق و مہربان مربی و شیخ حضور امینِ شریعت علامہ الشاہ مفتی سبطین رضا خان نور اللہ مرقدہ کا فیضان ہی سمجھتا ہوں کہ پہلی بار استادِ زمن کے پچاس کلاموں کی تضمین کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ ان کے بیشتر معروف و منتخب کلام اور مشہورِ زمانہ اشعار کے بحر کی غواصی میرے حصے میں آئی۔ بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں کہ میں نے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے ہاں مگر یہ کہنے میں مجھے کوئی جھجھک نہیں کہ میری یہ تضمینی کاوش ذوقِ نعت کی

تضمین کا نقشِ اول بن کر میری قلبی مسرت اور بخشش ونجات کا سامان فراہم کر رہا ہے۔ اگر میری تضمین فن کی کسوٹی پر مکمل نہ بھی اترتی ہو تو مجھے کوئی غم نہیں کیونکہ میرے شوقِ فراواں کا تعلق بارگہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے استوار رہے۔ میرا مقصد وہی ہے جس کا اظہار دیوانِ رضا میں ہوا ہے ''ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا'' اگر بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبولیت کا شرف مل گیا تو شہرت اور پذیرائی کی اہمیت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ گذشتہ دنوں میں منظوم سوانحِ امینِ شریعت، منظوم سوانح تاج الشریعہ، امینِ شریعت نمبر، مکتوبات امین شریعت وغیرہ کی پیش کش کے بعد امید سے زیادہ اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ اس سلسلۃ الذہب کی کئی کڑیاں ابھی ذہنی ارتکاز سے وابستہ ہیں مستقبل میں کچھ مزید کا ارادہ بھی ہے اس کاوش میں حتی الوسع میں نے کوشش کی ہے کہ میری تضمین کا مفہوم کلامِ استاذِ زمن سے متصادم نہ ہو اور یہی تضمین کا مطلب ومقصد بھی ہے۔ اب اساتذۂ فن اور ناقدینِ زبان وادب یہ فیصلہ کریں گے کہ میری تضمین کا معیار کیا ہے اور شعری وادبی تناظر میں اِس کی حیثیت قابل تسلیم ہے کہ نہیں۔ اربابِ علم ودانش کی بارگاہ میں مجموعۂ تضمین حاضر ہے۔ مطالعہ فرمائیں اور دعاؤں سے نوازیں، کوئی خامی نظر آئے تو فقیر کو آگاہ فرمائیں دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ تضمین نگاری کی دشوار گزار گھاٹیوں سے سفر کرنے میں جن احباب نے دست وبازو بن کر حوصلے کو تقویت بخشی فقیر ان کا شکر گزار ہے۔ رب قدیر اُنہیں اِس محبت کا اجر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلمات خیر

جانشین سرکار مسولی، گلزار ملت حضرت علامہ الحاج

سید شاہ گلزار اسمٰعیل واسطی قادری رزاقی دام ظلہ

سجادہ نشین آستانۂ مسولی شریف

لک الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول دراصل اصناف سخن کی وہ نازک صنف ہے جس میں طبع آزمائی کرتے وقت اقلیم سخن کے تاج دار حضرت مولانا جامیؔ نے فرمایا ہے:

لا یُمکن الثناء کما کان حقّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

نعت گوئی فن شاعری کے زیور کا نگینہ ہے نعت کا فن بظاہر جس قدر آسان ہے بباطن اسی قدر مشکل بھی ہے ایک طرف وہ ذات گرامی جس کی مدح خود رب العالمین نے کی ہے دوسری طرف زبان اور شاعری کے جمالیاتی تقاضے ہیں اس لیے اس کا حق وہی ادا کر سکتا ہے جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہو اور یہ وصف وہبی ہے جسے اللہ تعالی

توفیق دے وہی نعت کہہ سکتا ہے ایک طرح سے یہی کہا جائے گا۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں

بحمدہ تعالیٰ فن نعت کے توفیق یافتہ افراد میں حضرت علامہ اشرف رضا صاحب قبلہ قادری چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت کا بھی شمار ہوتا ہے جو چھتیس گڑھ کے اک فرید المثال مضمون نگار ہونے کے ساتھ ساتھ خوش گو، قادر الکلام اور با کمال شاعروں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے اپنی فکری جولانگاہ کے لیے نعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پر وقار اور قوانین شرع سے محیط با عظمت و رفعت میدان کا انتخاب فرمایا اور الحمد للہ یہ کہ آپ اپنے اس بے مثال انتخاب میں کامران و سرخرو ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ نعتیں اور مناقب زبان کی نظافت وصحت اور شگفتگی میں اپنی مثال آپ ہیں۔

موصوف قبلہ کے ہاتھوں تحریر کردہ استاذ زمن برادر جان من حضور اعلیٰ حضرت حضرت علامہ حسن رضا خان علیہما الرحمہ کے پچاس کلاموں پر تضمینوں کا مجموعہ فقیر قادری مشاغل کثیرہ کی بنا پر بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا البتہ جستہ جستہ ملاحظہ کیا الحمد للہ موصوف اپنے تخلص کی طرح اس تضمین کے گلدستے کو بھی اشرف واعلیٰ کرنے میں کامیاب نظر آئے ہیں۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ اس مجموعۂ تضمین کو مقبول بارگاہ خیر الانام بنائے اور اپنے بندوں میں قبولیت عامہ عطا فرمائے، اسے صاحب تضمینِ اشرف کے لئے سرمایۂ آخرت بنائے، ہمیشہ مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان بن کر دین و سنیت کی خدمت عظیم کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر اسمٰعیلی سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری رزاقی اسماعیلی غفرلہ

تقریظ جلیل

محقق رضویات
حضرت مولانا ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ صاحب پٹنہ

حضرت مولانا اشرف رضا سبطینی جواں سال، جواں ہمت اور جواں عزم وحوصلہ کے حامل عالم دین ہیں ''یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم'' پہ یقین رکھتے ہیں اور دور آزمائش وپریشاں حالی کو''رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن'' کا اسیر بناتے ہوئے ایسا کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں جس سے تاریخ میں وہ اپنی جگہ بنا سکیں۔

انہوں نے اپنی بتیس سالہ زندگی میں ''خطبات امین شریعت، مکتوبات امین شریعت، مقالات امین شریعت، مقالات حسینی، اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کیوں؟، امین شریعت نمبر، تصانیف تاج الشریعہ نمبر، اے عشق ترے صدقے، منظوم سوانح امین شریعت، منظوم سوانح تاج الشریعہ جیسی کتابیں ہمیں دی ہیں، جو یقینا ہم سے داد کی طالب ہیں۔ خاص طور پہ ''معارف امین شریعت'' کے حوالہ سے ان کے ذوق تحقیق وہمت مردانہ نے کم سے کم مدت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جو ایک فرد کے لئے بہت آسان نہیں تھا، ایک شخصیت کے تعارف کے حوالہ سے ان کی یہ کدوکاوش بجائے خود ایک کارنامہ ہے جو تحسین کی مستحق ہے۔

ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

پیش نظر کتاب ''تضمین اشرف'' ان کے ذوق شعروادب کا روشن اشاریہ ہے، جو استاذ زمن کی نعتوں کے حوالہ سے انفرادیت کی حامل ہے کہ ابھی اس طرف

ناموارانِ ادب کی توجہ مرکوز نہیں ہوئی ہے، اس باب میں یہ سب سے پہلی کاوش ہے جو یقیناً اوروں کے لئے مہمیز کا کام کرے گی۔

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی سرکار اعلیٰ حضرت کے دست راست تھے۔ مذہب اور دونوں میں گہرا مطالعہ، وسیع فکر اور کامل درک رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے افکار کی ترجمانی کے لئے انہوں نے صحافت، ادب اور مذہبی تصنیفات ہر جہت سے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں، جس کا اظہار خود اعلیٰ حضرت نے بھی فرمایا۔ ''ذوق نعت'' ان ہی کے ذوق شعری اور جذبہ کی کاشت کا تجسیمی پیکر ہے جس میں کیفیت اعلیٰ حضرت کی ہے اور زبان داغ دہلوی کی۔ دونوں کے آمیزہ نے اس مجموعہ کو ایسا طلسماتی بنادیا ہے جس کا جواب اردو کی نعتیہ شاعری میں نہیں ہے۔

''ذوق نعت'' کی پچاس نعتوں پر تضمین کا یہ حسین گل دستہ مولانا اشرف کے تابناک مستقبل کا غماز ہے۔ میں نے کہیں کہیں سے اس کا مطالعہ کیا عمدہ پایا۔ زبان صاف سلیس اور سادہ ہے جس میں ٹھہراؤ نہیں بہاؤ ہے۔ مسلسل ریاض اور مشق سخن کے سبب انہوں نے شعروادب کے پارکھ اور ناقدان فن کے لئے انگلی رکھنے کی گنجائش کم سے کم چھوڑی ہے۔ میں اتنی پختہ اور کامیاب شاعری پر انہیں مبارک باد پیش کرتے ہوئے مخلصانہ جذبہ کے ساتھ مسلسل مصروف عمل رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

محمد امجد رضا امجدؔ

خادم مرکزی دارالقضا ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

حضرت اشرف رضا کی تضمین نگاری

مخزن علم و ادب
حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی
استاذ دار العلوم غریب نواز الہ باد

تضمین عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنیٰ ''شامل کرنا'' ہے۔ شاعری کی اصطلاح میں ایک شاعر اگر اپنا ایک مصرع یا چند مصرعے کسی دوسرے شاعر کے کسی مصرعے یا شعر کے آغاز میں شامل کر دے تو اس عمل کا نام تضمین ہے۔ تضمین کی اصل خوبی یہ ہے کہ ایک عام قاری کے لیے تضمین نگار کے اضافہ کردہ مصرعوں اور اصل شاعر کے مصرعے یا شعر میں فرق کرنا مشکل ہو جائے اور وہ یہ محسوس کرے کہ میں دو شاعروں کے نہیں ایک ہی شاعر کے اشعار پڑھ رہا ہوں۔ ظاہر ہے تضمین میں یہ خوبی تب پیدا ہوتی ہے جب تضمین نگار اور اصل شاعر کے مابین کامل طور پر فکری اور اعتقادی ہم آہنگی ہو۔

زیر نظر شعری مجموعہ ''تضمینِ اشرف'' اپنے نام کے مطابق شاعری کی اسی صنعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے شاعر محب گرامی حضرت مولانا اشرف رضا قادری ہیں۔ انھوں نے حضرت داغ دہلوی کے شاگرد رشید اور چودہویں صدی ہجری کی عالمگیر اور ہمہ جہت علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے برادر اصغر استاذ زمن حضرت علامہ حسن بریلوی کے پچاس نعتیہ کلام پر تضمین نگاری کی ہے۔

ہندو پاک میں حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کے بعد اگر کسی نعتیہ دیوان کو اہل حق اہل سنت و جماعت کے درمیان سب سے زیادہ مقبولیت

حاصل ہے تو وہ استاذ زمن کا نعتیہ دیوان ذوق نعت ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے ان کی شخصیت اور شاعری سے متعلق جو اشعار نظم فرمائے ہیں ان میں سے فقط تین اشعار آپ دیکھیں آپ کو ان کی شاعری کی شان اور ان کی شخصیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

قوت بازوئے من، سنیِ نجدی فگن
حاجی و زائر حسن، سلمہ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت، شعر خوش آئیں نوشت
شعر مگو دیں نوشت، دور ز ہر ریب وظن
شرع ز شعرش عیاں، عرش بہ بیتش نہاں
سنیاں را حرز جاں، نجدیاں را سر شکن

[مفہوم] میرے قوت بازو، نجدی کو زیر کرنے والے سنی، حاجی، زائر حضرت حسن سلمہ ذوالمنن نے کتنی رنگین نعتیں اور کتنے خوش آئین اشعار لکھے ہیں۔ اشعار کیا لکھے ہیں انھوں نے ہر شک وگمان سے دور دین قلم بند کیا ہے۔

ان کے اشعار سے شریعت نمایاں اور ان میں عرش پنہاں ہے۔ سنیوں کے حق میں اگر وہ اشعار حرز جاں ہیں تو نجدیوں کے لیے سر شکن۔

تضمین نگار چوں کہ حضور استاذ زمن کے نامور پوتے امین شریعت حضرت علامہ حکیم شاہ سبطین رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید، ان کی بارگاہ کے فیض یافتہ اور متصلب سنی بریلوی عالم ہیں اس لیے شاعر سے ان کی فکری، اعتقادی، مسلکی، مشربی ہم آہنگی ان کے ایک ایک مصرعے سے ظاہر ہوتی ہے۔

بطور مثال ایک مناجات، ایک نعت، غوثِ پاک اور خواجۂ اجمیری کی شان میں ایک ایک منقبت کے اشعار پر موصوف کے مصرعے ملاحظہ فرمائیں آپ بھی میری رائے سے اتفاق کریں گے:

عاشق سیدِ زمن کر کے
قلبِ اشرفؔ کو ضو فگن کر کے
بحر رحمت کو موج زن کر کے
تو حسنؔ کو اٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

☆☆☆

گل تری یاد میں مصروف ثنا ہوتے ہیں
عندلیبان چمن مدح سرا ہوتے ہیں
حسنِ نمکیں پہ نثار اہل وفا ہوتے ہیں
خوب رویان جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسن دل آرا تیرا

☆☆☆

بھنور میں جو طوفان نے سر اٹھایا
مدد کے لیے ہاتھ تم نے بڑھایا
ہوا ہر مصیبت کا فوری صفایا
قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

☆☆☆

اشرفِؔ رضوی ترا داتا معین الدیں ہے
غم کی کیا بات ترا داتا معین الدیں ہے
ہند کا سب سے بڑا راجہ معین الدیں ہے

محی دیں غوث ہے اور خواجہ معین الدیں ہے
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

☆☆☆

حضرت اشرف رضا قادری ایک جواں سال متحرک اور فعال شخصیت کا نام ہے۔ وہ نثر نگار بھی ہیں اور شاعر بھی اس سے پہلے حمد و نعت پر مشتمل ان کا مجموعہ اے عشق ترے صدقے، منظر عام پر آ کے مقبول ہو چکا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اور حضور امین شریعت کی منظوم سوانح عمری بھی ان کی شعری صلاحیتوں کی آئینہ دار ہیں۔

سہ ماہی امین شریعت کے وہ مدیر ہیں۔ آپ کی ادارت میں تصانیف تاج الشریعہ اور امین شریعت نمبر کے عنوان سے اس کے دو ضخیم اور قابل قدر خصوصی شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں خطبات امین شریعت، مکتوبات امین شریعت مقالات امین شریعت اور اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کیوں؟ آپ کی نثر نگاری کے نمونے ہیں۔ میں نے علالت کے باوجود ان کی تضمین کے تمام اشعار پر ایک سرسری نظر ڈالی ہے۔ انھوں نے تضمین نگاری کا حق ادا کرنے کی کتنی کامیاب کوشش کی ہے اس کا فیصلہ مجموعے کا مطالعہ کر کے آپ بھی کر سکتے ہیں۔

خدا کرے کہ ان کی شعر گوئی اور نثر نگاری کا یہ سفر برابر جاری رہے، رب قدیر اور اس کے محبوب کی حمد و ثنا کی راہ میں ان کا قلم ہمیشہ رواں دواں رہے اور جماعت ان کی خدمات سے مستفیض ہوتی رہے۔

محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی

خادم تدریس و افتاء دار العلوم غریب نواز، مرزا غالب روڈ، الہ آباد

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ/ ۱۸ اکتوبر ۲۰۲۰ء جمعرات

ایک خوب صورت تحفہ

حضرت مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی قادری
بانی و چیرمین حجاز فاؤنڈیشن آف امریکہ، ہیوسٹن

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله وصحبه اجمعین

شعر گوئی، نثری نگارشات سے زیادہ مشکل ہے اور شعر گوئی سے زیادہ صعب تضمین نگاری ہے، اس لیے کہ شعر گوئی میں اپنے افکار و خیالات کا اظہار پیش نگاہ رہتا ہے، جب کہ تضمین میں صاحب کلام کی فکری جولانیوں کی رعایت کرتے ہوئے اپنی کوشش سپرد قلم کرنی ہوتی ہے۔ اور یہ امر اس وقت مزید مشکل ہو جاتا ہے، جب کلام کسی بڑے شاعر کا ہو۔

''تضمین اشرف'' میرے سامنے ہے، جو استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے کلام پر تضمین کی ایک نہایت ہی کامیاب کوشش ہے۔ قابل مبارک باد ہیں حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری، مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت، جنھوں نے اس دشوار گزار وادی میں سیاحی کا عزم کیا اور کامیابی کے ساتھ گزر بھی گئے۔

ویسے تو کسی شاعر کے ایک کلام پر تضمین کی مثالیں کثرت سے مل جاتی ہیں، لیکن شعر و ادب کی دنیا میں ایک ہی شاعر کے کلام پر تضمین کا مجموعہ کتابی صورت میں ڈھل جانے کی مثالیں خال خال ہی ملیں گی۔ اور کمال یہ ہے کہ موصوف نے صرف خانہ پوری نہیں کی ہے، بلکہ نہایت ہی ہنر مندی کے ساتھ نت نئے افکار و خیالات کے گل بوٹے یوں کھلائے ہیں کہ علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کی فکر و بصیرت سلامت رہی ہے،

بلکہ کلام کی خوب صورتی میں مزید اضافہ بھی ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر استادِ زمن کا یہ شعر دیکھیے:

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اِک چاند تصدق میں اتارا کرتا

اس پر مولانا محمد اشرف مدظلہ العالی یوں تضمین کرتے ہیں:

آئینہ دیکھ کے صورت کو نکھارا کرتا
دیدۂ شوق کو چاہت سے سنوارا کرتا
چشمِ حیرت سے بناوٹ کو نِہارا کرتا

آپ محسوس کر رہے ہیں کہ استادِ زمن نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں کے حسن و جمال کے اظہار کے لیے آسمان کے ذریعہ چاند کے نچھاور کرنے کی بات کی ہے، جب کہ تضمین کرتے ہوئے مولانا اشرف نے اسے عروج کمال تک پہنچاتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آسمان تو آپ کے تلووں کے آئینے میں اپنے چہرے سنوارتا، ولولہ و شوق سے انھیں دیکھتے ہوئے بنتا سنورتا اور پھر ان تخلیقی شاہکار کے آگے حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتا۔ اور ایک مثال نظر میں رکھیے:

عالم میں تجھے مالک و مختار بنایا
نبیوں میں تجھے سید و سالار بنایا
رخ شمس و قمر سے بھی ضیا بار بنایا

شاعرِ زمن کا یہ شعر ہے:

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

اور ایک مقطع کی تضمین کرتے ہوئے مولانا اشرف نے علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے لقب کا بھی خوبصورتی کے ساتھ اضمام کر دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اشرفؔ یہ حقیقت ہے اِدھر سے نہ اُدھر سے
آتی ہے تسلی کی ہوا طیبہ نگر سے
کہتے ہیں یہ استادِ زمن شہر ہنر سے
کانٹا غم عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
امت نے خیال سرِ مژگاں سے نکالا

مختصر یہ ہے کہ مولانا محمد اشرف صاحب نے تضمین کا حق ادا کر دیا ہے۔ ویسے تو شاعر زمن کا کلام نہایت ہی بلند پایہ، خوبصورت اور ادبی پس منظر میں اعلیٰ درجے کا ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پیش نگاہ تضمین کے ساتھ انھیں پڑھنے میں لطف مزید بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو قبولیت عام کے شرف سے نوازے۔

غلام زرقانی قادری
ہیوسٹن، امریکہ ۲۲ رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ

تضمینِ اشرف: اِک قابل تحسین کارنامہ

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالیگاؤں (مہاراشٹرا)

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری اس وقت اپنی عمر کی بتیسویں بہار سے گزر رہے ہیں ،ناچیز ان کی عمر دیکھتا ہے اور ان کی زنبیل حیات میں جگمگاتے ہوئے علمی اثاثوں پر نظر ڈالتا ہے تو متحیر رہ جاتا ہے۔ موصوف کا اشہبِ قلم مذہب اور ادب کے ایوانوں میں نثر و نظم دونوں ہی اصناف کے ساتھ سرپٹ دوڑتے ہوئے اپنی فتوحات کے پرچم گاڑ رہا ہے۔ سہ ماہی امین شریعت کی ادارت کی ذمہ داری وہ بہ حسن وخوبی نبھارہے ہیں، آپ کے موئے قلم سے نکلنے والے اداریے عصری حسیت سے مملو قوم وملت کو انقلابی بیداری کا پیغام دیتے ہیں۔ ''امین شریعت نمبر'' (صفحات ۷۰۴) کی ترتیب وتدوین، ''تصانیف تاج الشریعہ نمبر'' (صفحات ۶۰۰) جیسے منفرد موضوع پر گراں قدر علمی پیش کش، ''مقالات امین شریعت'' (صفحات ۱۹۳) کی آرایش وزیبایش، تین سو تیرہ اشعار پر مشتمل ''منظوم سوانح امین شریعت'' (صفحات ۱۱۲) کا عقیدت مندانہ شعری وفنی اظہاریہ، ''اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کیوں؟'' (صفحات ۳۷) جیسا اہم تحقیقی مقالہ، ''سنی اور وہابی عقیدے کے آئینے میں'' (صفحات ۳۲) اصلاحِ فکر واعتقاد کے لیے مساعی جمیلہ، ''اے عشق تیرے صدقے'' (نعتیہ مجموعہ صفحات ۲۰۰) مدحتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی لہلہاتی فصل بہاراں ''مکتوباتِ امین شریعت'' (صفحات ۱۲۸)، ''خطباتِ امین شریعت'' (صفحات ۱۵۰)، ''مقالاتِ حسینی'' (صفحات ۳۰۰) اور ''منظوم سوانح تاج الشریعہ'' (صفحات ۹۶) تاج الشریعہ جیسی متنوع صفات شخصیت کو خراج عقیدت اور منظوم سوانح کے باب میں اک عمدہ اضافہ کے علاوہ زیر ترتیب تصنیفات وتالیفات کی ایک الگ طویل فہرست ہے۔ نثر ہو یا نظم دونوں ہی میدانوں میں مولانا محمد اشرف رضا قادری ایک پختہ کار قلم کار کے روپ میں اپنی مستحکم اور توانا شناخت بنانے میں کامیاب دکھائی دے

رہے ہیں۔

مولانا محمد اشرؔف رضا قادری جیسے متحرک اور فعال عالم وفاضل اور شاعر وادیب کی تازہ ترین پیش کش ''تضمین اشرف'' آپ کے مطالعے کی زینت بنی ہوئی ہے۔ تضمین نگاری ایک مشکل ترین فن ہے۔ جس میں تضمین نگار کو کسی شاعر کے کلام پر ایک مخصوص لسانی تعمل کے ساتھ ساتھ فکری ومعنوی ہم آہنگی اور مماثلت کو احسن اسلوب میں برتنا ہوتا ہے۔ تضمین نگار کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی تضمین کو دوسرے کے شعر یا مصرعے سے اس درجہ ہم آہنگ کردے کہ شعر یا مصرعے کی فکری، معنوی اور لسانی کیفیت میں کوئی فرق محسوس نہ ہو۔ تضمین پڑھتے ہوئے قاری یہ محسوس نہ کرے کہ ململ میں ٹاٹ کی پیوندکاری کی گئی ہے۔ اشرؔف کی تضمینوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے تضمین نگاری کی اس مشکل راہ کو آسانی کی ساتھ طے کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

مولانا محمد اشرؔف رضا قادری نے دبستانِ داغؔ کے روشن چراغ مولانا حسن رضا حسنؔ بریلوی کے پچاس کلام پر تضمین لکھنے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے۔ یہ تضمینیں اشرف کی شاعرِ محترم سے ارادت ومحبت، عقیدت والفت اور نسبتوں کی بہاروں کا فیضان بھی ہیں اور زبان وبیان، جذبہ وتخیل اور معنی ومفاہیم کے لحاظ سے بھی خاصے کی چیز ہیں۔ اشرؔف نے اپنے زورِ قلم سے جو تضمینی گل بوٹے کھلائے ہیں وہ بڑے ہی مشک بار اور خوشبودار ہیں۔ سلاست وروانی، زورِ بیان، شوکتِ الفاظ، شگفتگی، شیفتگی، تازہ کاری اور سہل پسندی کے ساتھ ساتھ شاعرِ محترم حسنؔ رضا بریلوی سے زمان ومکان کے ایک طویل فاصلے کے باوجود اشرف کی مرقومہ تضمینوں میں جو فکری مماثلت، لسانی ہم آہنگی اور معنوی امتزاج ملتا ہے وہ ہر اعتبار سے لائق تحسین وآفرین ہے۔ راقم الحروف اشرؔف مذہب و ادب کے میدان میں اشرؔف کے روشن مستقبل کے لیے نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے امید رکھتا ہے کہ وہ اسی طرح نت نئے علمی وادبی ذخائر سے دنیائے ادب کو مالا مال کرتے رہیں گے۔

اشرف رضا قادری: ایک کامیاب تضمین نگار

حضرت مولانا محمد کاشف رضا شادؔ مصباحی
ایم۔اے، ایم۔فل
ریسرچ اسکالر: گلبرگہ یونیورسٹی۔گلبرگہ

حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری متنوع خوبیوں کے حامل ہیں۔میدان شعر وسخن میں تقدیسی شاعری کے حوالے سے انہوں نے اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔ان کے کلام میں سلالت وروانی اور سہل پسند کا نظام غالب ہے جس کے سبب وہ اپنی فکر، اپنے پیغام کی ترسیل بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں۔انہوں نے حمد، نعت، منقبت لکھی ہیں اب تضمین نگاری کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے اکابرین کے کلام پر تضمین جیسا مشکل ترین کام بڑی خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ کے کلام پر ان کے بعض تضامین کو دیکھنے کا اتفاق ہوا واہ کی صدائیں بلند ہوئیں، دل سے دعائیں نکلیں۔ مولیٰ مزید قوت وہمت اور فکری جولانیت سے سرفراز کرے۔

تضمین نگاری میں اکائی کی بڑی اہمیت ہوتی ہے کہ تضمین نگار اپنے تضمین کو دوسرے کے شعر یا مصرع میں اس طرح پیوست کردے کہ تضمین اس شعر یا مصرع کی داخلی وظاہری کیفیت میں کوئی فرق محسوس نہ ہو۔تضمین کے بعد اصل شعر کے مفہوم کی ایسی توسیع ہو کہ سارے مصرعے ایک ہی شاعر کے معلوم ہوں اور اصل شعر تضمین کے امتزاج

سے ایک نئی فضا اور نئی کیفیت پیدا کردے۔اشرف رضا قادری کی تضمینات میں اس کی مکمل رعایت نظر آتی ہے۔

رُت ہے روٹھی ہوئی بہاروں کی
کیسی حالت ہے غم کے ماروں کی
عرضی سن لے سیاہ کاروں کی
لاج رکھ لے گناہ گاروں کی
نام رحمٰن ہے تِرا یارب

عاشقِ سیِّدِ زمن کرکے
قلب اشرفؔ کو ضوفگن کرکے
بحرِ رحمت کو موج زن کرکے
تو حسنؔ کو اٹھا حسن کرکے
ہو مع الخیر خاتمہ یارب

ان تمام اشعار کو دیکھیں کہ سلالت وروانی اور سہل پسندی کا دھارا کس طرح بہہ رہا ہے کہ ایک عام قاری کو بھی مفہوم سمجھنے میں کسی قسم کی دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ساتھ ہی شعر کے مفہوم کی زبردست توسیع ہوئی ہے گویا اصل شعر کی علت وغرض کو بیان کردیا گیا ہو۔

تضمین نگاری کا فن مشکل ترین اور بڑا ہی نازک اور لطیف ہوتا ہے دراصل شاعر جب کوئی شعر کہتا ہے تو شاعر اس شعر میں اپنی مکمل داخلی، مشاہداتی کیفیت کے ساتھ ایک خاص فکر اور نظریہ کو بیان کرتا ہے اب تضمین نگار کا خود کو اس نظریہ سے متفق کرنا اور اسی کیفیت سے خود کو مکیف کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ ناکوں چنے چبانے کے برابر ہوتا ہے لیکن اشرف رضا قادری نے اس مشکل ترین مرحلے کو بھی بڑی آسانی سے سر کیا ہے۔

آئینہ دیکھ کے صورت کو نکھارا کرتا
دیدۂ شوق کو چاہت سے سنوارا کرتا
چشمِ حیرت سے بناوٹ کو نہارا کرتا
آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

دیکھیں اصل شعر میں جو شوخیاں ہیں جو اعتماد ہے تضمین میں بھی اسی شوخی اور اعتماد کو مکمل طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے اور فکری مماثلت اور کیفیت کو باقی رکھ لینا تضمین نگار کی کامیابی کی علامت ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شاعر اور تضمین نگار کے درمیان زمان و مکان کا بڑا فاصلہ ہوتا ہے اور یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے تضمین نگار اشرف رضا قادری اور شاعر علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ کے درمیان عقیدت و ارادت کا رشتہ ضرور ہے لیکن زمان و مکان کا بڑا فاصلہ موجود ہے اور تقریباً ایک صدی کا فاصلہ موجود ہے اس درمیان حال و محل، رنگ و رنگت، سوچ و خیال کا بدل جانا فطری امر ہے باوجود اس کے تضمین نگاری کے وقت شاعر کے خیالات کی توسیع اس سوچ سے مماثلت، اس حال و محل سے موجودہ حال و محل کی موزونیت اور پھر اسے ایک مخصوص فریم میں پوری مہارت سے اتارنا تضمین نگار کا بڑا کمال ہوتا ہے اشرف رضا قادری یہاں بھی کامیاب نظر آتے ہیں۔

اتحاد اور نہ تھوڑی سی بھی یکجائی ہے
جانے کیوں تیرے غلاموں کی یہ پسپائی ہے
ایسی آئی نہ کبھی جیسی گھڑی آئی ہے
تیرے ذرہ پہ مصیبت کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

یہاں دیکھیں کہ بعدزمان ومکان کے باوجود اصل شعر کے مصرع اول میں اور تضمین کے مصرع ثالث میں حالت بیانی کی یکسانیت موجود ہے وہ بالکل عیاں ہے بلکہ بیان درد وحالت میں اصل شعر پر تضمین کا شعر حاوی ہے لیکن اصل شعر کے مصرع ثانی میں جو التجائی کیفیت ہے تضمین کا پورا مدار اسی پر رکھا گیا ہے۔ تضمین کے مصرع ثالث کی کچھ حد تک وجہ کو مصرع اول میں بیان کر کے مصرع ثانی میں تجاہل عارفانہ سے کام لیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تضمین نگار نے بعدزمان ومکان کے باوصف حالت وکیفیت کے بیان میں مماثلت کو باقی رکھنے کی سعی کی ہے۔ ایسے درجنوں اشعار پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اشرف رضا قادری سے دیگر صنف سخن کی طرح تضمین نگاری میں بھی مجھے بڑی امیدیں ہیں اور یقین ہے کہ وہ تضمین نگاری کو بہت آگے لے کر جائیں گے اور اس میدان میں بھی اپنی ایک نئی پہچان بنائیں گے۔

مقدمہ

ادیب شہیر نقیب اہل سنت
حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

تضمین نگاری کا حق ادا کرنا ہر کس و نا کس کے بس کا روگ نہیں۔ یہ ایک مشکل ترین فن ہے اس سے نبرد آزمائی کے لئے خاصہ مشق و ریاضت کی ضرورت ہے۔ یہ حقیقت میں استادانہ فن ہے۔ کسی دوسرے شاعر کے شعر پر تشریحاتی مصرع چسپاں کر کے ایسی شعری فضا بندی کرنا کہ اصل شعر کا مرکزی مفہوم بھی اُجاگر ہو جائے اور الفاظ و معانی کی پوشیدہ جہتیں بھی آشکارا ہو جائیں یقیناً دشوار ترین زمینِ سخن پر تیشۂ قلم چلانے کے مترادف ہے۔ تضمین کے باب کا سب سے اہم اور قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ مصرع شعر کے مضمون سے متصادم نہ ہو ورنہ خیال کی رنگا رنگی اور لفظ و بیان کی حسن کاری کے سبب شعر تو تیار ہو سکتا ہے تضمین نگاری کے فنی تقاضے تشنۂ تکمیل ہی سمجھے جائیں گے۔ عہد حاضر کے کچھ نئے شعرا کی تضامین پر نقادانِ فن کی مثبت تنقیدیں اور اہل فن کی تجزیاتی تحریریں پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تضمینی دائرہ مکمل طور پر شعر کے مفہوم کو اپنے اندر سمیٹنے کی صلاحیت پر شکوہ کناں ہے۔ کسی ایک لفظ کو موضوع بنا کر اس پر شعر لکھ دینا الگ ہے اور پورے شعر کے مفہوم و معنیٰ، فکری و معنوی تناظر کا اظہار و ابلاغ، نوعیتِ بیان اور اس کے باطنی نکتۂ بیان کو تضمینی شکل دے کر تو ضیحانہ شعر کہنا الگ ہے۔ ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد مظہری فرماتے ہیں۔

"تضمین کہنا کوئی آسان کام نہیں، کامیاب تضمین کہنے کے لئے دل میں

دل ڈالنا پڑتا ہے، کسی کے قدم سے قدم ملانا، کسی کے مرغِ فکر کے ساتھ اڑنا، کسی کے سمندر میں غوطے لگانا، کسی کے جہانِ خیال کی سیر کرنا، کسی کے درخت میں پھل لگانا اور کسی کے گلشن میں اپنے پھول سجانا اتنا آسان کام نہیں"

محقق رضویات ڈاکٹر امجد رضا امجد پٹنہ لکھتے ہیں:

"تضمین نگاری آسان نہیں ایک مشکل فن ہے، کسی کے شعر یا مصرعے پر ایسا اضافہ جو مصرع یا شعر سے پوری طرح چسپاں ہو جائے یقینا علم، پختگی اور مہارت کی طالب ہے اور تضمین اسی فنکاری کا نام ہے"

تضمین نگاری کے فن کو اساتذہ سخن نے بڑی جاں فشانی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔ اردو کے مشہور شعرا مومن، غالب اور ذوق کے تلامذہ نے دبستانِ تضمین کی تزئین و تحسین میں کلیدی رول ادا کر کے کائناتِ فن میں اسے متعارف کروایا۔ غزل، قصیدہ، مثنوی اور دیگر اصنافِ سخن میں تضمین کے گل و لالہ کھلانے کے لئے اس شجرِ سخن کی خوب خوب آبیاری کی گئی۔ امیر مینائی، داغ دہلوی، مرزا اسہارن پوری، ڈاکٹر اقبال، ابوالشرف مجددی، درد کاکوروی، فراق گورکھپوری، احسن مارہروی، علامہ شمس بریلوی، اختر الحامدی، بشیر حسین ناظم جیسے بے شمار شعرا نے تضمین نگاری کی دشوار گزار گھاٹیوں کا سفر طے کر کے اسے منزل آشنا کیا اور اہل زبان کی طرف سے اعزازات سے سرفراز کئے گئے۔

شجر ہائے نعت پر تضمین کے گل بوٹے سجانے والوں کی بھی دنیا بڑی وسیع ہے۔ ملک سخن کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کی ذات کو اس تناظر میں دیکھنے کے بعد دلوں میں خوشیوں کے فوارے پھوٹنے لگتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری نے تضمین کی تمام اقسام پر شعریات کے گہرے نقوش مرتب فرمائے ہیں جس کے جلوہ ہائے صد رنگ حدائق بخشش حصہ سوم میں جا بجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ بطور

مثال صرف ایک مقطع کے شعر کی تضمین ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت نے یہ تضمین جناب قاسم کی نعت پر کی ہے اور ایسی کی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی ذات ہی مرکز بیان بن گئی ہے۔

ہے رضا گرچہ گنہ گار سراپا قاسم
نعت احمد ہے مگر اس کا وظیفہ قاسم
ایک مصرع بھی گر آقا کو خوش آیا قاسم

حشر کے روز اٹھے شور عجب کیا قاسم
قبر سے دیکھو وہ مداح پیمبر نکلا

کائناتِ تضمین میں کلام رضا پر کی گئی تضمینات کا حلقہ اتنا وسیع وعریض ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ایک دشوار امر ہے۔ یہ حدائق بخشش کی مقبولیت کی دلیل ہے کہ آج دنیائے نعت کا چپہ چپہ تضمینِ کلام رضا سے آباد نظر آرہا ہے۔ خصوصاً برصغیر ہندو پاک میں اس حوالے سے جو سرگرمیاں دیکھنے کو مل رہی ہیں وہ حد درجہ قابل تحسین ہے۔ ان تضمین نگاروں اور ان کی تضمینی کاوشات کی ایک نامکمل اور سرسری فہرست اس وقت میرے پیشِ نظر ہے جس کے مطالعے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کلام رضا کی تشریح وتفہیم کا دائرہ کتنا وسیع ہو چکا ہے۔ ذیل میں ان کے اسما اور ان کے رشحات قلم کا ایک مختصر خاکہ درج کر رہا ہوں۔

- مولانا حسن صاحب اثر بدایونی — قصیدۂ معراجیہ کی تضمین
- علامہ پیر سید نصیر الدین گولڑوی — آٹھ کلام اور سلام رضا کی تضمین
- جناب اختر الحامدی — سلام رضا کی تضمین
- ابوالحسن واحد رضوی — تضمین سلام رضا
- بشیر حسین ناظم — خوان رحمت، چند کلام اور سلام رضا کی تضمین
- علامہ شمس بریلوی — سلام رضا کی تضمین
- مولانا عبدالجبار رہبر — سلام رضا کی تضمین

۞ اوج اعظمی — سلام رضا کی تضمین

۞ میرزا امجد رازی — قران السعدین

۞ (راقم الحروف) محبوب گوہر — تضمین گوہر پچاس کلام رضا کی تضمین

ان کے علاوہ متعدد شعرا نے کلام رضا پر تضمین کے حسین گلدستے پیش کئے جس کی فہرست اور نمونے اس وقت میرے پیش نظر نہیں۔

رضا اور خاندانِ رضا کے مجموعہ ہائے نعت پر تضمین نگاری کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے اسی سلسلۃ النور کی ایک روشن کڑی مولانا اشرف رضا قادری کا یہ دل نواز اور عطر آگیں مجموعہ ہے جس کے مطالعے سے دل نورانی، شعور بالیدہ اور آنکھیں روشن ہو رہی ہیں۔ میری معلومات کے مطابق استاذِ زمن کے مجموعۂ کلام (ذوق نعت) کے پچاس کلاموں پر تضمین کی یہ اولین کاوش ہے جو شائقین تضمین کے دل و نگاہ اور تشنہ روح کی سیرابی کا سامان بن کر اشاعتی مرحلے سے گذر رہی ہے۔ اس مجموعۂ تضمین اشرفؔ کے شاعر نے جس خوش اسلوبی کے ساتھ تضمین نگاری کے فن کو برتنے کی کامیاب کوشش کی ہے وہ میری نگاہ میں قابلِ ستائش ہے۔ استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی کی شاعری کا معیار کتنا اعلیٰ ہے اہل فکر و ادب اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ذوق نعت کا ہر اک کلام لفظیاتی، استعاراتی اور تشبیہاتی یعنی ہر زاویے سے ادب کا شاہ کار نمونہ ہے۔ ایسے ادب شناس اور فصاحت و بلاغت کے فرماں رواں کے نعتیہ کلام پر شعری تقاضوں اور دیگر فنی لوازمات کو تضمینی عناصر سے ضوریز کرتے ہوئے جامہ تشکیل عطا کرنا یقیناً بڑے کمال و ہنر اور فخر کی بات ہے۔ تضمین اشرف کے سرسری مطالعے سے میں اس نتیجے پر پہونچا ہوں کہ مولانا اشرف رضا قادری نے ذوق نعت کے پچاس کلاموں پر برائے نام تضمین نہیں کی ہے کہ میرا نام بھی تضمین نگاروں کی فہرست میں کسی صورت شامل ہو جائے بلکہ موصوف نے نہایت عرق ریزی، جنوں خیزی اور ہمت مردانہ کے ساتھ تضمین لکھ کر پختہ فکری کا ثبوت پیش کیا ہے۔ تضمین اشرف کا اکثر شعرا استاذ زمن کے کلاموں کا تشریحی

اشاریہ اور توضیحی اعلامیہ بن کر دعوت مطالعہ دیتا ہوا نظر آرہا ہے۔ ذیل میں تضمین کے چند بند پیش خدمت ہیں۔

گنبدِ خضرا کی جالی کا نظارا چھوڑ کر
سرورِ کون و مکاں کا پیارا روضہ چھوڑ کر
شہرِ پاکِ مصطفٰے یعنی مدینہ چھوڑ کر

سیر گلشن کون دیکھے در تمہارا چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

۞۞۞

ماحول ہے معطر آراستہ فضا ہے
آمد کا ان کی ڈنکا عالم میں بج رہا ہے
عظمت کا طنطنہ ہے رفعت کا غلغلہ ہے

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

۞۞۞

ہیں کس کے پسینے سے معطر گل و لالہ
ہے حسنِ قمر کی تجلی سے دو بالا
کس ذات سے ہستی کا تناظر ہے نرالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا

کروں گا کیسے رہِ سخت تر عبور، آؤ
ہجومِ غم ہے دلانے مجھے سرور آؤ
کرو نہ رحمِ فراواں سے مجھ کو دور، آؤ

کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

کرم کا ہے جاری وہاں ہر تسلسل
ہے سحرالبیاں باغِ طیبہ کی بلبل
نہیں بولنے میں ہمیں یہ تامل

مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

بلندیوں کی کئی سرحدیں کریں گے عبور
نگاہِ رشک سے دیکھے گی ہم کو خلد کی حور
زمانہ وقت کا سلطاں ہمیں کہے گا ضرور

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

مذکورہ اشعار میں کتنی روانی وسلاست، شعریت، رمزیت اور فن میں کتنی پختگی ہے اربابانِ

فن محسوس کر سکتے ہیں۔

مولانا اشرف رضا قادری نئی نسل کے ایک تازہ کار شاعر ہیں۔ان کی علمی وادبی نگارشات خواہ نظم میں ہوں یا نثر میں، ان کے مطالعے کے دوران مذہبی ادب کے تجزیہ نگاروں کو خوش گوار حیرت کا احساس ہوگا کہ جس ذات نے اپنی عمر کی محض بتیس تینتیس بہاریں دیکھی ہوں اس کے تخئیلی تجربوں میں اس قدر پختگی کسی کے فیضانِ نظر کا کمال اور بزرگوں کی کرامت ہی ہوسکتی ہے۔بلاشبہ تضمین اشرف کے شاعر نے اتنی قلیل مدت میں اتنے سارے علمی ذخائر اورادبی شہ پارے پیش کر کے اپنے معاصر میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا ہے۔ان کا تازہ ترین مجموعہ جو استاذ زمن کے پچاس کلاموں کی تضمین کی شکل میں زینتِ نگاہ بنا ہے، بفضلہٖ تعالیٰ فنی نقطۂ نظر سے بھی قابلِ دید ہے۔استادِ زمن کے کلاموں پر شایانِ شان تضمین لکھ کر انہوں نے تضامین کی دنیا میں ایک نیا رکارڈ قائم کیا ہے۔دو سال کے اندر اندر مولانا اشرف رضا قادری چوتھی کاوش لے کر دنیائے فکر و آگہی میں پھر انٹری کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اہل زبان وادب اور ناقدینِ فکروفن گذشتہ شعری مجموعوں کی طرح اسے بھی تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھیں گے۔میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ان کے عزم کو عقاب کی پرواز اور فکر وتخیل کو شاہین کے بال و پر عطا فرمائے اور اس تضمینی کاوش کو ان کے لئے ذریعۂ نجات بنا دے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

تضمینِ اشرفؔ

دے مجھے عشقِ مصطفیٰؐ یارب
ہے یہی تجھ سے التجا یارب
کرلے مقبول یہ دعا یارب

دردِ دل کر مجھے عطا یارب
دے مِرے درد کی دوا یارب

رُت ہے روٹھی ہوئی بہاروں کی
کیسی حالت ہے غم کے ماروں کی
عرض سن لے سیاہ کاروں کی

لاج رکھ لے گناہ گاروں کی
نام رحمٰن ہے ترا یارب

غرق ہوں معصیت کے ساگر میں
ڈھانپ لے رحمتوں کی چادر میں
رکھ دے مجھ کو پناہِ سرور میں

عیب میرے نہ کھول محشر میں
نام ستّار ہے ترا یارب

میں تو غفلت میں ہی رہا ہر پل
ڈھونڈ پایا نہ مشکلات کا حل
میرے رب تیرا فیصلہ ہے اٹل

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام غفّار ہے ترا یا رب

نعمتِ بے مثیل ہاتھوں میں
فضلِ ربِّ جلیل ہاتھوں میں
کوثر و سلسبیل ہاتھوں میں

تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
دامنِ مصطفٰے دیا یا رب

جو ہیں قائم رہِ شریعت پر
گامزن جو بھی ہیں ہدایت پر
جملہ اصحابِ خیرِ امت پر

اہلِ سنت کی ہر جماعت پر
ہر جگہ ہو تری عطا یارب

اہلِ شر کے لیے شرافت کی
غافلوں کے لیے نصیحت کی
حاسدوں کے لیے ندامت کی

دشمنوں کے لیے ہدایت کی
تجھ سے کرتا ہوں التجا یارب

عاشقِ سیّدِ زمن کر کے
قلبِ اشرفؔ کو ضوفگن کر کے
بحرِ رحمت کو موج زن کر کے

تو حسنؔ کو اُٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یارب

احسان ہے یہ بندوں پہ بندہ نواز کا
شیدا بنا کے رکھا ہے شاہِ حجاز کا
ہر کام ہے انوکھا مِرے کارساز کا

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

ہر ذرّے سے نمایاں ہے قدرت کی آب و تاب
یہ پتیاں، یہ پھول، یہ گل برگِ پُر شباب
اس کی کرم نوازی کے جلوے ہیں بے نقاب

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

تقسیم ہو رہی ہیں جہاں بھر میں نعمتیں
بندوں کے حق میں عام ہیں مولیٰ کی رحمتیں
یہ وادیاں، یہ جھرنے، یہ چوٹی، یہ پربتیں

ہر شے سے ہیں عیاں مِرے صانع کی صنعتیں
عالَم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

تابع ترے ہی سارے قلیل و کثیر ہیں
تیرے ہی نام لیوا صغیر و کبیر ہیں
وہ جو فلک کے شمس یا بدرِ منیر ہیں

افلاک و ارض سب ترے فرما پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اُمیّد تیری ذاتِ کرم سے بندھی رہے
تیری ہی رحمتوں پہ نظر یہ ٹکی رہے
قندیل میرے دل میں یقیں کی جلی رہے

مانندِ شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

بندوں پہ مہرباں ہے مِرا ربّ ذو المنن
آخر نہ کیسے ہوگی عطائے شہِ زمن
اشرفؔ ہے میرے ہاتھ میں دامانِ پنجتن

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

آسمانوں میں، زمینوں میں ہے چرچا تیرا
بلبلِ سدرہ کے لب پر ہے ترانہ تیرا
حوصلہ دیتا ہے جینے کا، سہارا تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا! مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

پڑھتے رہتے ہیں عنادل بھی قصیدہ تیرا
نام لے لے کے مچلتا ہے پرندہ، تیرا
مشک بو رکھتا ہے نسلوں کو عطیّہ تیرا

واہ اے عطر خدا ساز مہکنا تیرا
خوب رو ملتے ہیں کپڑوں پہ پسینہ تیرا

بزمِ کونین میں نایاب ہے صدقہ تیرا
کون ہے جس نے نہیں کھایا نوالہ تیرا
پانی تیرا، قسم اللہ کی کھانا تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

گل ترِی یاد میں مصروفِ ثنا ہوتے ہیں
عندلیبانِ چمن مدح سرا ہوتے ہیں
حسن نمکیں پہ نثار اہل وفا ہوتے ہیں

خوب رویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسنِ دل آرا تیرا

اُن کی نسبت کا ہے حاصل ہوا انعام تجھے
اہلِ دل کہتے رہے باعثِ آرام تجھے
صبح میں اور میں چوموں گا ہر اِک شام تجھے

خارِ صحرائے نبی پاؤں کا کیا کام تجھے
آ مِری جان مِرے دل میں ہے رستہ تیرا

کیف آگیں ہیں عقیدت کے سبھی نظّارے
نور کے بہتے ہیں دامانِ نبی سے دھارے
مہر و مہ اور فلک اُن پہ فدا ہیں سارے

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دیدار چمکنا تیرا

اعلیٰ حضرت کے برادر نے قصیدہ جو لکھا
اس میں الفاظ و معانی کا خزینہ ہے چھپا
اس طرح مقطع میں اظہارِ عقیدت ہے کِیا

اے حسنؔ منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پُر جوش ہے رُکتا نہیں خامہ تیرا

بالیقیں منبعِ برکات ہے روضہ تیرا
وادیٔ یاس میں پھرتا نہیں منگتا تیرا
بھر کے زنبیل لیے آتا ہے شیدا تیرا

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

حسنِ ایمان و عقیدت کو جِلا دیتا ہے
طالبِ شوق کو جنت کا پتہ دیتا ہے
زندگانی کو نئی طرزِ ادا دیتا ہے

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کو نہ سونا تیرا

تجھ سے ضوریز ہے ایوانِ طریقت پیارے!
ہے تِری فکر کا عنوان شریعت پیارے!
کس کو معلوم تِری شانِ ولایت پیارے!

ہے تِری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے!
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

رنگ کا کرتی ہے چھڑکاؤ گلوں پہ شبنم
دل کی دنیا کو بدل دیتا ہے سازِ سرگم
تیری دہلیز پہ خوشبو کا گڑا ہے پرچم

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالَم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

اتحاد اور نہ تھوڑی سی بھی یکجائی ہے
جانے کیوں تیرے غلاموں کی یہ پسپائی ہے
ایسی آئی نہ کبھی، جیسی گھڑی آئی ہے

تیرے ذرے پہ مصیبت کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تیرے برکات و کرامات کی دنیا ہے وسیع
خاک بھی ہے ترے روضے کی گراں قدر و وقیع
معترف ہیں تِری عظمت کے اساطینِ جمیع

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رُتبہ تیرا

اشرفِؔ رضوی ترا داتا معین الدیں ہے
غم کی کیا بات ترا آقا معین الدیں ہے
ہند کا سب سے بڑا راجا معین الدیں ہے

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہے
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

آئینہ دیکھ کے صورت کو نکھارا کرتا
دیدۂ شوق کو چاہت سے سنوارا کرتا
چشمِ حیرت سے بناوٹ کو نِہارا کرتا

آسماں گر تِرے تلووں کا نظارا کرتا
روز اِک چاند تصدُّق میں اُتارا کرتا

حسرتِ قلب و نظر دیکھ کے شرما جاتی
میری قسمت بھی بلندی پہ بہت اِتراتی
فکرِ اِمروز بھی میرے نہ قریب آ پاتی

صر صرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی
کیوں میں افسردگیِ بخت کی پروا کرتا

چلیے تسلیم کیا حسن ہے اُس کا نایاب
وہ بھی تو دیدِ رخِ شہ کو ہے رہتا بیتاب
روئے والشّمس کے آگے ہے بھلا کیا مہتاب

چُھپ گیا چاند، نہ آئی تِرے دیدار کی تاب
اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

غرقِ امواجِ خوشی شام و سحر ہوتا میں
لہلہاتا ہوا مانندِ شجر ہوتا میں
اپنی پُر درد دعاؤں کا اثر ہوتا میں

آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں
ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا

سانس آہستہ سے ہی لیتا مگر جی لیتا
آنکھ سے اشک نکلتا بھی تو میں پی لیتا
سن نہ پاتا کوئی دھیرے سے میں سسکی لیتا

آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

اُف میں کرتا غمِ فردا جو مجھے تڑپاتا
مِنّتیں کرتا قرینے سے اُسے سمجھاتا
اُن کے روضے پہ تصور ہی میں جاتا آتا

صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا
الفتِ دست و گریباں کا تماشہ کرتا

روح کو اُن کی جدائی کی کسک تڑپاتی
اور طبیعت جو مِری یاد سے گھبرا جاتی
تو کبھی زلفِ دوتا ابرِ کرم برساتی

کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آ جاتی
پاسِ آداب کبھی ہونٹوں پہ بخیہ کرتا

سامنے نور کا بقعہ نہیں رونا ہے یہی
پھر مدینے کا بلاوا نہیں رونا ہے یہی
اشرفؔ آیا نہیں ویزہ مِرا رونا ہے یہی

اے حسنؔ قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

کیا بتائیں ہم کہ کیا کیا مل گیا
خلد تک جانے کا رستہ مل گیا
مغفرت کا اِک بہانہ مل گیا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مل گیا

کیفیت بدلی مِرے حالات کی
ساعتیں روشن ہوئیں دن رات کی
بارشیں ہونے لگیں برکات کی

فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی
مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا

اللہ اللہ شافعِ یوم النشور
ہیں جو عالَم کے لیے وجہِ سُرور
غم ہیں جتنے سارے ہوجائیں گے دور

ناخدائی کے لیے آئے حضور
ڈوبتو! نکلو! سہارا مل گیا

رشکِ جنت ہے مدینے کا چمن
خاک جس کی نازشِ دُرِّ عدن
ہیں جہاں جلوہ فگن شاہِ زمن

خلد کیسا کیا چمن کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

اُن کے صدقے بخت کو چمکا لیا
قیمتی اعزاز اور تمغہ لیا
پوچھیے ہی مت کہ ہے کیا کیا لیا

اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا
اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا

میں ہوں اِک باغِ ثنا کا عندلیب
فکر میری ہے درِ شہ کے قریب
اِس لیے کہتا ہوں خود کو خوش نصیب

تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانہ مل گیا

حق ہے گلزارِ جناں ہے لاجواب
ذکر بھی اُس کا ہے اِک کارِ ثواب
ہے الگ لیکن مدینے کا گلاب

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

میں نے سوچا بھی نہیں تھا ہوگیا
جانے کیوں اور کیسے ایسا ہوگیا
سوچتا ہوں ہائے یہ کیا ہوگیا

دل مِرا دنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مِرے اللہ یہ کیا ہوگیا

یا نبی چشمِ عنایت کیجئے
ہم غلاموں کی حفاظت کیجئے
رہنمائی اور صیانت کیجئے

کچھ مِرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہوگیا

اِس زمیں پر ہے وہ سب سے محترم
ہے وہی فخرِ عرب فخرِ عجم
وہ سراپا معجزہ رب کی قسم

رکھ دیا جب اس نے پتھر پر قدم
صاف اِک آئینہ پیدا ہوگیا

اس کی قربت کب مجھے منظور ہے
نجدیا تو وقت کا ناسور ہے
سمجھو عقل و ہوش سے معذور ہے

دور ہو مجھ سے جو اُن سے دور ہے
اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا

دلنشیں ہے اُن کی ہر طرزِ ادا
خوب تر ہے حسنِ محبوبِ خدا
ہے وجود اُن کا سراپا معجزہ

دیکھ کر ان کا فروغِ حسن پا
مہر ذرہ، چاند تارا ہوگیا

تو بنا ہے عرشِ رب کا میہماں
تیرے در کی خاک ہے عظمت نشاں
بِن ترے نعمت کہاں دولت کہاں

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اُس در سے گذارا ہوگیا

ذی شَرَف بن کر زمانے میں رہا
جس کو نسبت کا شَرَف حاصل ہوا
قابلِ تحسین جہاں میں ہوگیا

سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا
دل وہی جو اُن کا شیدا ہوگیا

ذکر اس کا انجمن در انجمن
جو بھی ہے شیدائے سلطانِ زمن
طائرِ طیبہ ہے اشرفؔ نغمہ زمن

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ
گلشنِ جنت گھر اس کا ہوگیا

نبی کا شہر تو مرکز ہے ہر حسن و لطافت کا
جہاں ہوتا ہے ہر اِک گام پر احساس جنت کا
ہے سر چشمہ حقیقت میں وہی پھولوں کی رنگت کا

کہوں کیا حال زاہد! گلشنِ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

ہے مانا اپنا آقا سیّدِ ابرار کو میں نے
سہارا بعدِ رب سمجھا ہے تو سرکار کو میں نے
کھلے لفظوں میں کہہ ڈالا ہے یہ اغیار کو میں نے

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیوں کر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

جہالت کے تعفن سے ہوئے آزاد مرد و زن
ہوا آباد پھولوں سے شعور و فکر کا گلشن
اخوت نے بنایا ہر دلِ انسان کو مسکن

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

قیامِ امن کی زنجیریں ہلتی ہیں مدینے میں
قبائیں فکر انسانی کی سِلتی ہیں مدینے میں
خلوص و پیار کی کلیاں ہی کھلتی ہیں مدینے میں

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

نہ پوچھو حال کچھ سورج سوا نیزے پہ ہوگا جب
نہ پوچھے گا کوئی، بس ہوگا اپنے آپ سے مطلب
تو ہوگا ربِ ہَب لی اُمّتی آقا کے زیرِ لب

سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاق رویت کا

درِ سرکار کی عظمت جہاں بھر سے نرالی ہے
ہر اِک شاہ و گدا اشرفؔ اُسی در کا سوالی ہے
طلب سائل نے جو بھی کی، درِ اقدس سے پالی ہے

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اِک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

دامانِ کرم مرکزِ خوشبو نظر آیا
صد رشک چمن عنبریں گیسو نظر آیا
رُخ رحمت و انوار سے مُملو نظر آیا

قبلہ کا بھی کعبہ رخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

اپنوں نے بھی ناسازیِ حالات نہ پوچھی
محشر میں مری گردش لمحات نہ پوچھی
احباب نے بھی شدتِ جذبات نہ پوچھی

محشر میں کسی نے بھی مِری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اِک تو نظر آیا

سب فردِ بشر ساقیٔ کوثر کے بھکاری
ہیں اہلِ جہاں شافعِ محشر کے بھکاری
ہم بھی تو ہیں دربارِ پیمبر کے بھکاری

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازے کا بازو نظر آیا

دکھ درد کی حالت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
افلاس میں غربت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ہاں سخت ضرورت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے

بازارِ قیامت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

رنج و غم و آلام سے ملتی ہے رہائی
روضے پہ ترے فیض کی ہے جلوہ نمائی
ہر ایک کے حق میں وہاں ہوتی ہے بھلائی

شل ہاتھ سلاطیں کے اٹھے بہر گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

ہیں والدِ زہرا وہ جو حسنین کے نانا
ہے ان کے ہی ہاتھوں میں رکھا سارا خزانہ
پلتا ہے اُسی در سے ہی اشرفؔ یہ زمانہ

ظاہر ہیں حسنؔ احمدِ مختار کے معنی
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

۞۞۞

کوئی رتبہ کیا جانے شاہِ ہدیٰ کا
کرم سب سے زیادہ ہے اُن پر خدا کا
زمانہ ہے شیدا شہِ انبیا کا

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا

زمانے میں چلتا ہے سکّہ تمہارا
ہے لہراتا ہر سو پھریرا تمہارا
اِسی سے ہے واضح، ہے کیا کیا تمہارا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا
جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا

نظر ڈال دی جب حبیبِ خدا نے
اشارہ کیا جب مِرے مصطفےٰ نے
سنبھالا مجھے بڑھ کے اُن کی عطا نے

سہارا دیا جب مِرے ناخدا نے
ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہَوا کا

کرے مسئلہ حل ترا اِک اشارہ
مصیبت میں ملتا ہے فوراً سہارا
حقیقت یہی ہے اے اسریٰ کے دولہا

یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ
ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دعا کا

درِ پاک سے جھولیاں بھر کے جائے
شکم سیر ہوکر ترا صدقہ کھائے
نہ دشواریاں زندگی بھر اُٹھائے

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے
ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا

مثالی محبت ہے فضلِ خدا سے
عیاں ہو رہا ہے یہ حرفِ دعا سے
دعا کر رہے ہیں یہ بھائی خدا سے

بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

دل انبساط کے پیکر میں ڈھل گیا ہوگا
نشانِ رنج و اَلم سارا مٹ چکا ہوگا
خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا ہوگا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

درِ نبی کا بنا ہوگا دل اسیر ضرور
خیالِ شہ سے رہا ہوگا مستنیر ضرور
خوشی کی، لب پہ رہی ہوگی اِک لکیر ضرور

خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور
جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہوگا

چُھپی ہے نور کے پیکر میں شانِ محبوبی
ہے کتنی رب کے پیمبر میں شانِ محبوبی
ہے کیسی ساقیِ کوثر میں شانِ محبوبی

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

کروں گا کیسے رہِ سخت تر عبور، آؤ
ہجومِ غم ہے دلانے مجھے سرور آؤ
کرو نہ رحمِ فراواں سے مجھ کو دور، آؤ

کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

پدر پسر میں جدائی ہے یا رسول اللہ
یہاں نہ بھائی کا بھائی ہے یا رسول اللہ
عجیب غم کی چڑھائی ہے یارسول اللہ

کوئی کہے گا دہائی ہے یارسول اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

مچل مچل کے کوئی کیفیت بتائے گا
تو کوئی داغِ دلِ مضطرب دکھائے گا
کوئی سنائے گا روداد اور لجائے گا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا

جگر کے ٹکڑے کو ماں جس طرح تلاش کرے
نظر کے تارے کو ماں جس طرح تلاش کرے
قسم سے بیٹے کو ماں جس طرح تلاش کرے

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا

کتابِ دفترِ اعمال کھولی جائے گی
کسی کے کام نہ آئے گا روز حشر کوئی
نہ پوچھو کیسی قیامت کی وہ گھڑی ہوگی

کہیں گے اور نبی **اِذْهَبُو اِلیٰ غیری**
مِرے حضور کے لب پر **انا لھا** ہوگا

مِری طلب کو ہے مطلب تو شاہِ بطحا سے
ہے خوب گہرا تعلق دیارِ آقا سے
فقیرِ طیبہ اے اشرفؔ ہوں میں ہمیشہ سے

میں اُن کے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
حسنؔ فقیر کا جنت میں بسترا ہوگا

عالم میں تجھے مالک و مختار بنایا
نبیوں کا تجھے سید و سالار بنایا
رخ شمس و قمر سے بھی ضیابار بنایا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

تیرے لیے پھولوں کو مہک دار بنایا
تیرے ہی لیے گلشن و گلزار بنایا
صدقے میں ترے رب نے یہ سنسار بنایا

طلعت سے زمانے کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

قرآں نے کیا ہے ترے اوصاف کا چرچا
ہر ذرۂ عالم نے پڑھا ہے ترا خطبہ
خود تیرے ثناخوان ہوئے بلبلِ سدرہ

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلعِ انوار بنایا

ہیں خلد بداماں ترے کوچے کے مناظر
بکھرے ہیں جہاں آج بھی ہر سمت جواہر
کہتے تھے یہی دیکھ کے انصار و مہاجر

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

اللہ قسم ذات تِری سب سے ہے پیاری
نسبت نے تِری کتنوں کی تقدیر سنواری
پلتی ترے ٹکڑوں پہ ہے مخلوق یہ ساری

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

اے صاحبِ ابواب کرم میں ترے صدقے
اے قاطعِ زنجیرِ الم میں ترے صدقے
اے مرجعِ کُل، شاہِ امم میں ترے صدقے

اے ماہ عرب مہر عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مِرے دن کو شبِ تار بنایا

اشرفؔ مِرے سرور کی ثنا گر تھی وہ جس نے
مداحِ رخ و زلفِ پیمبرِ تھی وہ جس نے
تابندہ کیے اپنا مقدر تھی وہ جس نے

ان کے لبِ رنگیں کے نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنؔ لعلِ پُر انوار بنایا

فرمایا کرم گردشِ دوراں سے نکالا
ابرو نے ترے صحنِ پریشاں سے نکالا
کشتی کو بپھرتے ہوئے طوفاں سے نکالا

سر صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالم امکاں سے نکالا

ہے شاہ کے ہی نقشِ کفِ پا سے یہ روشن
نعلینِ مقدس کے ہے تسمہ سے یہ روشن
ہے آپ کے ہی قامتِ زیبا سے یہ روشن

ہے حسنِ گلوئے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر ان کے گریباں سے نکالا

اِک حسنِ طرح دار کا دیدار کرایا
اِک پل میں ہی صحرا کو ہے گلزار بنایا
کب ایسا حسیں جلوہ کسی نے ہے دِکھایا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صر صر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اے ابرِ کرم تیری دھنک رنگ گھٹا نے
اے حسن کے داتا ترے جلووں کی ضیا نے
بخشی ہے جلا تیرے ہی نقشِ کفِ پا نے

اے مہرِ کرم تیری تجلّی کی ادا نے
ذروں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

ہے شمعِ یقیں قلب کے ایواں میں جلائی
نفرت کی لگی آگ جو دل میں تھی بجھائی
تسکینِ دل و جان کی سوغات دلائی

امت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ہیں کس کے پسینے سے معطر گل و لالہ
ہے حسنِ قمر کس کی تجلّی سے دو بالا
کس ذات سے ہستی کا تناظر ہے نرالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا

اشرفؔ یہ حقیقت ہے اِدھر سے نہ اُدھر سے
آتی ہے تسلی کی ہوا طیبہ نگر سے
کہتے ہیں یہ استادِ زمن شہرِ ہنر سے

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
امت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

شعور و آگہی کے بحر کا تیراک ہو جاتا
کم از کم اپنی ہستی کا مجھے اِدراک ہو جاتا
گلوں میں رہ کے سبزہ زار کی پوشاک ہو جاتا

اگر قسمت سے میں ان کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

تجلی حسن کی جو دل کے کاشانے میں آ جاتی
بہارِ زندگی اس دل کے تہ خانے میں آ جاتی
رمق عشق و وفا کی اُن کے دیوانے میں آ جاتی

ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانے میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

کلی خوش رنگ ہوجاتی دلِ عاشق کے گلشن کی
سکونِ دائمی دیتی ہوائیں اُن کے مسکن کی
چمک ضوبار کرتی دل کو اُن کے روئے روشن کی

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی ان کے دامن کی
الٰہی صبح محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

شعاعِ نور و رحمت پھوٹتی ایوانِ رحمت سے
نوازے جاتے اُس کی دید کرنے والے خلعت سے
دمک جاتی حیاتِ بندگی آقا کی سنت سے

چمک جاتا مقدر جب درِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

سرِ منزل عقیدت کے حوالے سے پہنچ جاتے
درِ میخانہ تک بس ایک پیالے سے پہنچ جاتے
قمر کے گرد ہم تو اس کے ہالے سے پہنچ جاتے

تجلی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمر رواں چالاک ہو جاتا

نہیں ہے شک کہ وہ الفت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
حقیقت میں بڑی چاہت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اے اشرفؔ وہ کسی صورت سے آنکھوں میں جگہ دیتے

حسنؔ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہوجاتا

چاہا آدم نے واسطہ تیرا
عیسیٰ کرتے ہیں تذکرہ تیرا
نام لیں سارے انبیا تیرا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا ہوا خدا تیرا

عہد کا اپنے نام دار بنا
قابلِ عزت و وقار بنا
لائق تاج و افتخار بنا

تاجداروں کا تاجدار بنا
بن گیا جو گدا ہوا تیرا

زندہ رہنے کا حوصلہ دینا
کشتیٔ زندگی ترا دینا
ایک مانگوں تو دس بڑھا دینا

کام بگڑے ہوئے بنا دیا
کام کس کا ہوا ہوا تیرا

جملہ محراب سارے ممبر میں
ہے ترِی نعت خوانی گھر گھر میں
مچھلیاں نام لیں سمندر میں

بزمِ دنیا میں بزمِ محشر میں
نام کس کا ہوا ہوا تیرا

تجھ سا عالم میں شہر یار کہاں
ہاں کوئی تجھ سا ذی وقار کہاں
کوئی بھی تجھ سا نام دار کہاں

ایسی شوکت کے تاجدار کہاں
تخت، تختِ خدا ہوا تیرا

تجھ سے زیادہ کسی کی چاہ کہاں
تو کہاں اور فلک کا ماہ کہاں
خلق میں تجھ سا خیر خواہ کہاں

اس وجاہت کے بادشاہ کہاں
حکم حکمِ خدا ہوا تیرا

جتنے گلزار ہیں مہک والے
قمقمے جتنے ہیں چمک والے
لہجۂ شیریں و چہک والے

ہوں زمیں والے یا فلک والے
سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

اشرفؔ اُن پر نثار کر تن من
وہ رسولِ خدا ہیں، شاہِ زمن
دور کرتے ہیں سارے رنج ومحن

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسنؔ
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

چٹکا ہے غنچہ غنچہ صبحِ شب ولادت
نکھرا ہے پتہ پتہ صبحِ شب ولادت
مہکا ہے چپہ چپہ صبحِ شب ولادت

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شب ولادت
پردہ اٹھا ہے کس کا صبحِ شب ولادت

ہر سو گھٹائے رحمت اِک شان سے ہے چھائی
ہے نور کی کرن سے دنیا یہ جگمگائی
گلشن میں ہو رہی ہے جلووں کی رو نمائی

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شب ولادت

گوشے ہوئے منور، ذرے ہیں جگمگائے
ہیں پُر شباب کلیاں، گلزار مسکرائے
مدحت کے قمریوں نے نغمات گنگنائے

پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا ہے دریا صبحِ شب ولادت

تاریک وادیوں کے بدلے ہوئے ہیں منظر
ہر اِک گلی ہے روشن ہر راہ ہے منور
بیدار ہو گیا ہے انسان کا مقدر

گل ہے چراغِ صرصر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شب ولادت

ہر اِک کلی چمن کی اب تو مہک اٹھی ہے
تقدیرِ آدمیت پھر سے دمک اٹھی ہے
نغمہ سرا ہے طائر چڑیا چہک اٹھی ہے

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شب ولات

اے بیوگانِ عالَم اب غم ذرا نہ کھاؤ
اے مفلسو! یتیمو! اب کُھل کے مسکراؤ
دربارِ مصطفےٰ سے دامن کو بھرتے جاؤ

آؤ فقیرو آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبحِ شب ولادت

مکے کی ساری راہیں مہکی ہیں شام ہی سے
تاریک وادیاں بھی اُجلی ہیں شام ہی سے
صد آفریں فضائیں لگتی ہیں شام ہی سے

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شب ولادت

ماحول ہے معطر، آراستہ فضا ہے
آمد کا ان کی ڈنکا عالَم میں بج رہا ہے
عظمت کا طنطنہ ہے رفعت کا تخلخہ ہے

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شب ولادت

لہرائے گا پھریرا جھنڈا نیا لگے گا
فیض و کرم کا دریا اب تو بہا کرے گا
پہلے کی بات چھوڑو اب ہر بشر کہے گا

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شب ولادت

ہے قافلہ مَلک کا فرشِ زمیں پہ اُترا
ہنگامہ بت کدوں میں کیسا ہوا ہے برپا
کس شان سے ہیں آتے محبوبِ ربِّ کعبہ

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبحِ شب ولادت

تیری چمک کے صدقے تیری دمک کے صدقے
لرزاں ہے قصرِ باطل تیری دھمک کے صدقے
مہکا ہوا ہے عالَم تیری مہک کے صدقے

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبہ صبحِ شب ولادت

مشہور ہے جہاں میں لطف و عطا کا باڑا
تقسیم ہو رہا ہے جود و سخا کا باڑا
اشرفؔ کو بھی عطا ہو مدح و ثنا کا باڑا

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دے دے حسنؔ کا حصہ صبحِ شب ولادت

لگتا ہے کہ مضمون نیا ہوگا رقم آج
فرمائے خصوصی ہیں کرم شاہِ امم آج
مت پوچھیے خوش کتنے ہیں یہ سوچ کے ہم آج

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج
کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج

رنگیں و گلابی ہے فضا آج جہاں کی
ہے بزم زمینوں پہ سجی کاہ کشاں کی
ہیں کیفیتیں بدلی ہوئیں وہم و گماں کی

آمد ہے یہ کس بادشہِ عرش مکاں کی
آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ ارم آج

اللہ نے بخشی ہے اُسے شانِ یگانہ
ہے اُس کے تصرف کا ہی ہر لب پہ ترانہ
رکھا ہے اُسی شاہ کے قدموں میں خزانہ

نذرانے میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

نعلین مبارک کی عجب شان عیاں ہے
پتھر پہ بھی اُبھرا ہوا قدموں کا نشاں ہے
عاَلَم میں کوئی ہمسرو ثانی ہی کہاں ہے

کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نُما نورِ قدم آج

ہے دھوم مچی نورِ مجسم کی ہے آمد
اِک شان سے اُس شاہِ مکرم کی ہے آمد
دنیا میں شہنشاہِ معظم کی ہے آمد

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علَم آج

ہر غم مِرا سرکار کے صدقے میں دُھواں ہو
لب میرا نہ الجھن کے تئیں شکوہ کناں ہو
اشرفؔ مِرے حصے میں بھی خوشیوں کا سماں ہو

کل نار جہنم سے حسنؔ امن و اماں ہو
اس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

ہر صبح ہے خدا کی قسم یادگار صبح
ایسی کہاں ملے گی بھلا زرنگار صبح
عمدہ ترین اور بڑی نور بار صبح

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرہ کی چمک سے عیاں ہے ہزار صبح

زرتاب اس سے در ہے تو دیوار ضو فشاں
فیض و کرم کا جاری ہے اِک بحرِ بے کراں
مہتاب دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے شادماں

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

جھک کر سلام کرتا ہے مہتاب بار بار
چشمِ عطا کا رہتا ہے تاروں کو انتظار
آداب جھک کے کرتی ہے فردوس کی بہار

زلفِ حضور و عارضِ پُر نور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

واللہ یہ بھی عرش کے دولھا کا فیض ہے
محبوبِ عالمیں، شہِ والا کا فیض ہے
ہاں ہاں یہ دو جہان کے آقا کا فیض ہے

نورِ ولادت مہِ بَطحیٰ کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

خاکِ درِ رسول کا رتبہ کچھ اور ہے
سرکارِ دو جہاں کا مدینہ کچھ اور ہے
وادی وہاں کی اور ہے خطہ کچھ اور ہے

حسن شباب ذرۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کور باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح

ہیں اس کی ضو سے سارے مقامات ضوفگن
اشرفؔ ہے پُر بہار و حسیں باغ اور چمن
ضو ریز ہو گئی ہے عقیدت کی انجمن

کیا دشتِ پاک طیبہ سے آئی ہے اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقد بہار صبح

ڈھونڈ کر لائے گا کوئی کیا جواب
جب کہ ممکن ہی نہیں لانا جواب
پیش کر سکتی نہیں دنیا جواب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لا جواب
خوب رویوں میں نہیں تیرا جواب

تم ہو آقا صاحبِ لطفِ عمیم
تم ہی جامِ معرفت کے ہو قسیم
ہر طرح سے ذاتِ اقدس ہے عظیم

میری حامی ہے تِری شانِ کریم
پُرسشِ روزِ قیامت کا جواب

سائلوں کی در پہ ہے لمبی قطار
بن کے آتے ہیں گداگر تاج دار
چشمِ رحمت کے ہیں سب اُمیّد وار

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہے کہیں اُس آستانے کا جواب

میرے آقا ہوگا جب محشر بپا
کون اُس دم کام میرے آئے گا
حق ہے یہ اے شافعِ روزِ جزا

روز محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جوابِ لاجواب

تذکرے ہر سو ہیں عالی جاہ کے
آسرا ٹھہرے وہ مہر و ماہ کے
قمقمے روشن ہیں نعلِ شاہ کے

مہر و مہ ذرے ہیں ان کی راہ کے
کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب

ہیں مدینے کے حسیں گرد و غبار
حسنِ جنت ہے یہاں پر آشکار
تیری جنت خود ہوئی اس پر نثار

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائے گا جواب

ہر طرف جود و سخا کا شور ہے
دولتِ بے انتہا کا شور ہے
موجِ دریائے غنا کا شور ہے

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا نہیں سنتا جواب

ہے کہاں ممکن مثالِ روئے دوست
ہو چکا ہے اب وصالِ روئے دوست
دیکھ لینے دو جلالِ روئے دوست

ہے حسنؔ محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

جگمگایا بارہویں کا آفتاب
سب سے اچھا سب سے پیارا آفتاب
سارے عالَم سے نرالا آفتاب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کو مشرق سے نکلا آفتاب

روشنیوں کا حوالہ آفتاب
حسن والا نور والا آفتاب
بخش دے دل کو اُجالا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذرے ذرے سے ہو پیدا آفتاب

شہرِ طیبہ کی بلندی دیکھ کر
صبح کا منظر گلابی دیکھ کر
رحمت و رافت کی وادی دیکھ کر

شامِ طیبہ کی تجلی دیکھ کر
ہو تِری تابش کا تڑکا آفتاب

بارہویں تاریخ کی نوری فضا
صبحِ روشن اور شامِ جاں فزا
ہے جہاں پر جمگھٹا انوار کا

کہہ رہی ہے صبحِ مولد کی ضیا
آج اندھیرے سے ہے نکلا آفتاب

جان و مال و دولت و ثروت کی بھیک
بالیقیں دیتے ہیں وہ عزت کی بھیک
ان سے لیتا ہے جہاں شہرت کی بھیک

وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک
ذرہ ذرہ ہو مہکتا آفتاب

جس پہ رکھے اے حسن وہ مہرِ حسن
پاؤں اپنے اے حسن وہ مہرِ حسن
دھیرے دھیرے اے حسن وہ مہرِ حسن

جس سے گذرے اے حسنؔ وہ مہرِ حسن
اس گلی کا ہو اندھیرا آفتاب

خدائے پاک کو پیاری ہے بارہویں تاریخ
کرم کی بادِ بہاری ہے بارہویں تاریخ
بہشتِ ناز کی کیاری ہے بارہویں تاریخ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارہویں تاریخ
کرم کا چشمۂ جاری ہے بارہویں تاریخ

ہیں اس کے سایۂ رحمت میں زیست کی خوشیاں
مسرتوں کے خزانے اسی میں ہیں پنہاں
اسی لیے تو ہے اس پر متاعِ جاں قرباں

بنی ہے سرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارہویں تاریخ

اُسی کا قصہ زمیں پر بیان ہوتا ہے
فلک پہ ذکر اسی کا ہر آن ہوتا ہے
زمانہ مدح میں رطب اللسان ہوتا ہے

فلک پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے
زمینِ خلد کی کیاری ہے بارہویں تاریخ

بنی ہے بگڑی جہاں بھر کے غم کے ماروں کی
بندھی ہے آس اسی سے گناہ گاروں کی
جوارِ صحرا میں آمد ہوئی بہاروں کی

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اُتاری ہے بارہویں تاریخ

مسرتوں کے خزانے ملے ترِے صدقے
جگر سے یورشِ افتاد کے ٹلے خطرے
مہک اٹھے تیری بہار سے گوشے

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کیے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارہویں تاریخ

غموں کی دھوپ میں یہ تازگی کی باعث ہے
شبِ سیاہ میں یہ روشنی کی باعث ہے
سمجھ لیں آپ کہ یہ زندگی کی باعث ہے

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ

میں کیا بتاؤں اے اشرفؔ ہوا ہے کیا روشن
نبی کے نور سے ہی تو ہے ہر دِیا روشن
خیال و فکر کا ہر ایک زاویہ روشن

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مِرے خدا کو بھی پیاری ہے بارہویں تاریخ

بھیجتا خود ہے کردگار درود
ہے فرشتوں کا بھی شعار درود
دل کو کرتا ہے تابدار درود

ذاتِ والا پہ بار بار درود
بار بار اور بے شمار دردود

پیش کرتے ہیں جاں نثار سلام
بے شمار اور بار بار سلام
ذاتِ احمد پہ ہو ہزار سلام

روئے انور پہ نور بار سلام
زلفِ اطہر پہ مشک بار درود

پیش کرتی ہے خود بہار سلام
وادی و دشت و ریگ زار سلام
اِک حسیں اور یاد گار سلام

سر سے پا تک کرور بار سلام
اور سراپا پہ بے شمار درود

کرتے رہتے ہیں صبح و شام فدا
جان سرکار کے غلام فدا
نغمہ و لہجہ و کلام فدا

دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا
جان کے ساتھ ہو نثار درود

اجر و بخشش کا گُل کِھلاتی ہے
گوشۂ گور جگمگاتی ہے
وحشت و تیرگی مٹاتی ہے

قبر میں خوب کام آتی ہے
بے کسوں کی ہے یارِ غار درود

گر نہ اشرفؔ وجود اپنا سنبھال
پیش کر اُن پہ اپنا مال و منال
چھوڑ دنیا کے سارے رنج و ملال

اے حسنؔ خارِ غم کو دل سے نکال
غمزدوں کی ہے غم گسار درود

❁❁❁

ہے تیری بات اور تِری گفتگو پسند
وابستہ ہو جو تجھ سے وہی آرزو پسند
اِک خوش ادا پسند بس اِک ماہ رو پسند

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند

دردِ غم و اَلَم نے ہمیشہ رکھا اُداس
نظروں کے سامنے رہا ہر دم ہجومِ یاس
دنیا کا رنگ و حسن بھی آیا نہ مجھ کو راس

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
اے جان! کرلے ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

تیری کرم نوازی کا ظاہر ہوا اثر
پھل دار ہو گیا مِرے احساس کا شجر
آباد ہو گیا ہے مِرا خانۂ جگر

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر
عاجز نواز ہے تِری خو اے خوب رو پسند

تیرے رخِ جمیل کے مدحت نگار ہیں
مداح دو جہاں میں ترے بے شمار ہیں
کرتے تِری ہی ذات سے یہ سارے پیار ہیں

حور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں
ہے دو جہاں میں قبضہ کیے چار سو پسند

ہے تیرے در کی خاک بھی پُر نور کس قدر
سرمہ اُسے سمجھتا ہے ہر صاحبِ نظر
اس پر سبھی لٹاتے ہیں دل، جان اور جگر

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

دل کھینچتا ہے جنتی گلزار اے حسن
جنت نشاں ہیں گنبد و مینار اے حسن
ہے دل فقط اسی کا طلب گار اے حسن

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسنؔ
آئے نہ کیوں اثر کو مِری آرزو پسند

✿✿✿

ڈھونڈتا رہتا ہو جو نعتِ پیمبر کاغذ
ذکر آقا سے جو رہتا ہو معطر کاغذ
خوب سے خوب ہے بہتر سے ہے بہتر کاغذ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

کیفیت عشق و محبت کی ہو مجھ پر طاری
فیضِ حسان و رضا کا رہے چشمہ جاری
شعر ہو جائے گا اِس طرح مِرا معیاری

صفتِ خارِ مدینہ میں کروں گُل کاری
دفترِ گُل کا عنادل سے منگاکر کاغذ

نعت، سرکار کی تحریر ہو جس صفحے میں
نام سرکار کا موجود ہو جس نامے میں
کیوں نہ ہر وقت زمانے میں رہے چرچے میں

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچے میں
سو سیہ نامہ اُجالے وہ منور کاغذ

شہرِ طیبہ کے گل و لالہ کے افعال لکھوں
سرورِ دیں کے صحابہ کے میں اقوال لکھوں
کیسے ہیں شہرِ مدینہ کے مہ و سال لکھوں

شامِ طیبہ کی تجلی کا کچھ احوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اِک ایسا منور کاغذ

سامنے میرے خزاؤں کا بھی موسم نہ رہے
صرف خوشیاں ہی رہیں پیش نظر غم نہ رہے
غمِ دنیا سے میرا دیدہ کبھی نم نہ رہے

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جُدا نقش سے ہوتا نہیں دَم بھر کاغذ

ختم ہو جائے گی حالات کی ساری الجھن
لہلہا اُٹھے گا افکار کا تازہ گلشن
قلبِ اشرفؔ بھی نظر آئے گا روشن روشن

مدح رخسار کے پھولوں میں بسالوں جو حسنؔ
حشر میں ہو مِرے نامے کا معطر کاغذ

رشکِ فردوس ہے جمالِ حضور
ملنا ممکن کہاں مثالِ حضور
دل میں رکھتا ہوں میں خیالِ حضور

مرحبا عزت و کمالِ حضور
ہے جلالِ خدا جلالِ حضور

اُن کی سیرت کتاب میں پڑھیے
اُن کی یادوں کو قلب میں رکھیے
بن کے دیوانۂ نبی رہیے

ان کے قدموں کی یاد میں مریے
کیجیے دل کو پائمالِ حضور

شرق وغرب ان پہ ہو گیے قرباں
عرشِ رب کے وہی بنے مہماں
سب سے ذی شان و محتشم سلطاں

ماہ کی جان مہر کا ایماں
جلوۂ حسنِ بے زوالِ حضور

کتنی اعلیٰ ہے شانِ خیر بشر
ہیں وہ سارے جہان کے سرور
وہ سراپا ہیں نور کے پیکر

آفرینش کو ناز ہے جس پر
ہے وہ انداز بے مثالِ حضور

مرحبا یہ بھی فضلِ باری ہے
ذاتِ سرکار سب سے پیاری ہے
بس انھیں کی تو تاج داری ہے

سکہ رائج ہے حکم جاری ہے
دونوں عالم ہیں ملک و مالِ حضور

اُس کی پھیلی ہے ہر طرف تنویر
اُس کے اندر ہے قوتِ تسخیر
عظمتِ طیبہ کس سے ہو تحریر

ہے مسِ قلب کے لیے اکسیر
اے حسنؔ خاک پائمالِ حضور

۞۞۞

گنبدِ خضرا کی جالی کا نظارا چھوڑ کر
سرورِ کون و مکاں کا پیارا روضہ چھوڑ کر
شہرِ پاکِ مصطفیٰ یعنی مدینہ چھوڑ کر

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

حضرتِ جبریل کا اپنا الگ ہے کرّ و فر
ہیں ملائک کی جماعت میں بڑے ہی نامور
سوچیے کیسے ہیں وہ شیدائے شاہِ بحر و بر

بے لقائے یار اُن کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

مصطفیٰ کا شہرِ اقدس ہے یقیناً محتشم
ربّ عالم کا خصوصی اس پہ ہے فضل و کرم
کون چھوڑے گا بھلا شہرِ رسولِ محترم

مر ہی جاؤں میں اگر اُس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قُربِ مسیحا چھوڑ کر

کیوں بھلا آزاد ہوں گے اہلِ زندانِ قفس
وہ تو چاہیں گے رہیں پیہم ہی مہمانِ قفس
کہہ رہے ہیں حالِ دل یوں شہ نشینانِ قفس

کس تمنا پر جئیں یا رب! اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

ہیں تمہارے عشق کے روشن جو سینے میں دِیے
اُن دِیوں کی روشنی میں ہوں گے طے سب مرحلے
میں تمہاری ذات پر ہی بس بھروسہ ہوں کیے

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

شہرِ طیبہ سے ہی وابستہ ہے جنت کی بہار
ہے یہاں کے گل کدوں سے حسنِ جنت آشکار
بات کتنی کی ہے استادِ زمن نے شان دار

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

گھوم کر کرتے تھے توہین نبوت چار سو
تھی پسند ان کو بہت تنقیص والی گفتگو
آج کتنے ہو رہے ہیں دیکھیے بے آبرو

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گیے اُن کا سہارا چھوڑ کر

ہے برستی ہر گھڑی طیبہ میں رحمت کی بھرن
کون آنا چاہے گا اُس شہر سے واپس وطن
اِس لئے اشرفؔ یہ فرماتے ہیں استادِ زمن

مَر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

اللہ کو رسول کی ہے زندگی عزیز
ہر التجا عزیز ہے ہر اِک خوشی عزیز
ذاتِ مقدسہ ہے نبی کی بڑی عزیز

جتنا مِرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

صدقے میں تیرے دنیا کی تخلیق رب نے کی
قرآن پاک میں تِری عظمت بیاں ہوئی
کتنی عظیم ذات ہے تیری مِرے نبی

جو کچھ تِری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تِری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

عہدہ یہ کم نہیں ہے کہ تیرے غلام ہیں
ہم تیری بارگہ، تِرے در کے غلام ہیں
تو خوب جانتا ہے کہ کیسے غلام ہیں

گو ہم نمک حرام نکمے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تِری عزیز

تیرے دیارِ پاک میں رہنا پسند ہے
بس تیری ہی غلامی میں جینا پسند ہے
تو خوب جانتا ہے کہ کیا کیا پسند ہے

اُس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

جلووں کی کائنات ہے تیرے دیار میں
دولت ہے کتنی، آ نہیں سکتی شمار میں
منگتے زمانے بھر کے کھڑے ہیں قطار میں

کونین دے دیے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

نسبت تری ملی تو ہوئی خاک محترم
ہر گرد ہے وہاں کی ستاروں سے بھی اہم
اُس خاکِ پاک کی بھلا عظمت ہو کیا رقم

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

شہروں میں تیرا شہر ہوا نادرِ زمن
اشرفؔ جہاں سے پھوٹی محبت کی ہے کرن
اس کی قسم تو کھاتا ہے خود ربّ ذُوالمنَن

طیبہ کے ہوتے خلدِ بریں کیا کروں حسنؔ
مجھ کو یہی پسند ہے، مجھ کو یہی عزیز

ہے اِک گناہ گار اِک اہلِ خطا کی عرض
دشواریوں میں الجھے ہوئے بے صدا کی عرض
تیرا مریض کس سے کرے گا دوا کی عرض

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

منگتوں کا اُن کے در پہ ہے میلا لگا ہوا
ہے شامیانہ اُن کے کرم کا تنا ہوا
جھنڈا تجلیوں کا ہے ہر سو گڑا ہوا

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

اے زریں تاج والے پیمبر سوا ترے
اے عاصیوں کے شافعِ محشر سوا ترے
اے شان والے مالکِ کوثر سوا ترے

اے بے کسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

پابندِ شرع، عاملِ دستور کر مجھے
در کا ترے فقیر ہوں منظور کر مجھے
اِک مبتلائے رنج ہوں مسرور کر مجھے

الجھن سے دور نور سے معمور کر مجھے
اے زلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

اِک ساتھ اپنی ساری مصیبت کہا کریں
یہ دکھ ہے اور یہ درد ہے اِس کی دوا کریں
ایسا کبھی ہوا ہی نہیں ہے وہ لا کریں

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مِرے مدعا کی عرض

اشرفؔ خدا کے فضل، نبی کی عطا سے ہم
محروم کیسے ہوں گے سخی کی سخا سے ہم
اِس واسطے تو کہتے ہیں یہ اقربا سے ہم

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنؔ مصطفٰے کی عرض

دکھلائے اِک سے ایک کمال و ہنر دماغ
اہلِ خرد کے بیچ رہے معتبر دماغ
برپا کرے شعور و ادب کا اثر دماغ

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ
مہکائے بوئے خلد مِرا سر بسر دماغ

معمور اس کو کر دے خیال و شعور سے
تاکہ عدو کو دیکھ کے پہچانے دور سے
خالی رہے ہمیشہ ہی ہر اِک فتور سے

آباد کر خدا کے لیے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

سب سے حسین سب سے نِرالا جمالِ گل
مہکا رہا ہے فکر و سخن کو خیالِ گل
عشاق ہی سمجھتے فقط ہیں کمالِ گل

اے عندلیب خارِ حرم سے مثالِ گل
بک بک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

نظروں میں مصطفیٰ کا سراپا حسیں رہے
فکر و خیال شہرِ نبی میں مکیں رہے
دل ان کے ذکر و فکر سے غافل نہیں رہے

ہر دم خیال پاک اقامت گزیں رہے
بن جائے گر دماغ نہ ہو رہ گذر دماغ

خود کو دیارِ قدس کا بس میہماں کرے
دل میں جو بات پنہاں ہو اس کو عیاں کرے
کر جائے ایسا کام جو اِک نعت خواں کرے

شاید کہ وصف پائے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

آنے لگے خیال میں حضراتِ پنجتن
اصحابِ مصطفےٰ کے چمن سے ملی پھبن
اشرفؔ ہوا خیال کا ہر باب ضو فگن

اُن کے خیال سے وہ ملی امن اے حسنؔ
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

کچھ ہیں اِدھر خلاف تو کچھ ہیں اُدھر خلاف
بگتے ہیں اہلِ حق کا عمل دیکھ کر خلاف
رہنے دیں یوں ہی، ہیں جو اگر اہلِ شر خلاف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہے بر خلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

کرتا ہے کُھل کے ذکرِ نبی کی مخالفت
پوچھو منافقوں سے ہے کیسی مخالفت
ذکرِ نبی پہ ہی اُسے سُوجھی مخالفت

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کم بخت بدنصیب کی قسمت ہے بر خلاف

حق ہے زمانے بھر میں نہ اُن کی مثال ہے
جس کی کوئی نظیر نہیں وہ جمال ہے
اُن کے ہی حسن سے تو جہاں مالامال ہے

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بالفرض اِک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

قرباں ہے کائنات یہ شاہِ حجاز پر
خم ہے جبینِ عقل و خرد پائے ناز پر
دنیا فدا ہے دیدۂ آئینہ ساز پر

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

سیرت نظر کے سامنے اُن کی، رکھی نہیں
ہم نے کتابِ عشق و عمل بھی پڑھی نہیں
افسوس! اچھے طور پر کی پیروی نہیں

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

اشرفؔ اگر طلب ہے ہنر، علم اور کمال
اپنی جبینِ فکر درِ شہ پہ جا کے ڈال
کر دے گا آگہی سے خدا تجھ کو مالامال

تعمیل حکمِ حق کا حسنؔ ہے اگر خیال
ارشاد پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

چشمِ عطائے سیدِ ابرار کی طرف
ابروئے پاکِ احمدِ مختار کی طرف
مجرم کی بھی نگاہ ہے سرکار کی طرف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہ گار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرف دار کی طرف

ہے جلوہ گاہِ خلدِ بریں حسن پر نثار
رحمت بلائیں لیتی ہیں جُھک جُھک کے بار بار
ہیرے سے کم نہیں ہے ترے دشت کا غبار

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بلبل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

کِھلتی ہے باغِ طیبہ میں ارمان کی کلی
بکھری ہوئی ہے چار سو رحمت کی چاندنی
تسکینِ قلب و جان کا سامان ہے یہی

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

پھیکی ہے ہر بہار اس منظر کے سامنے
یعنی مزارِ ساقیِ کوثر کے سامنے
رحمت کا اجتماع ہے ممبر کے سامنے

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے در کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

رحمت کا در کُھلا ہے سخاوت کا باب وَا
دریائے فیض جاری کیے ہیں شہِ ہدیٰ
دستِ طلب بڑھائے کھڑے ہیں ہر اِک گدا

بٹتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

اُن کی سخاوتوں کا شگفتہ ہے ہر چمن
اشرفؔ گدا نواز ہیں بے شک شہِ زمن
دیدارِ بحرِ جود میں سائل ہیں سب مگن

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کُھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

۞۞۞

ہو گئے مہر و مہ و انجم فدایانِ جمال
کون ایسا ہے نہیں ہو جو کہ قربانِ جمال
ذرہ ہائے خشک و تر سارے اسیرانِ جمال

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اِس طرف بھی اِک نظر اے برقِ تابانِ جمال

دید کو بے تاب ہیں پردہ نشینانِ جمال
حسن والے ساری دنیا کے ہیں جویانِ جمال
اللہ اللہ کس قدر ہے حسنِ دندانِ جمال

اِک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردمِ دیدہ کی آنکھوں پر جو احسانِ جمال

تازہ کرنوں کا ہے ہوتا ان کے جلوے سے صدور
اُن کے پائے ناز کے نیچے رکھا ہے کوہِ نور
ہوگیے روشن اسی کے دم سے سب نزدیک و دور

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ڈھونڈتی ہے بار بار اُن کو نظر آفاق کی
ہیں وہی تسکین و راحت ہر دلِ مشتاق کی
سطر ہے روشن کتابِ زیست کے اوراق کی

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں اُن کی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

کتنے اپنا کہنے والوں نے مجھے ٹھکرا دیا
زندگی کیا ہے کچھ اس کا راز بھی سمجھا دیا
اپنی بد اعمالیوں نے دن ہے یہ دکھلا دیا

رُو سیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
منہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

ہو مزین زندگانی جلوۂ کردار سے
کر دے اشرفؔ کو مسجع لمعۂ گفتار سے
اِس کی آنکھیں ہوں منور حسنِ جلوہ بار سے

نور کی بارش حسنؔ پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دُھل جائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

❁❁❁

جنّتِ رب کے شہرِ یار سلام
باغِ ہستی کے نو بہار سلام
تیری عظمت پہ بار بار سلام

اے مدینے کے تاج دار سلام
اے غریبوں کے غم گسار سلام

سیّدہ آمنہ کے مہ پارے
تجھ پہ قرباں حرم کے نظّارے
ہیں ثناخواں بشر، مَلَک سارے

تِری اِک اِک ادا پہ اے پیارے
سو دُرودیں فدا ہزار سلام

سیدہ آمنہ کے بیٹا پر
شوہرِ سیدہ خدیجہ پر
بی بی زہرا کے پیارے ابّا پر

میرے پیارے پہ میرے آقا پر
میری جانب سے لاکھ بار سلام

میری قسمت جگانے والے پر
صحنِ دل جگمگانے والے پر
ساری خوشیاں دلانے والے پر

میری بگڑی بنانے والے پر
بھیج اے میرے کردگار سلام

درد و رنج و الم میں، کلفت میں
کیا گرفتار ہو مصیبت میں
آ گیا چادرِ شفاعت میں

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

یہ زمیں تیری یہ زمن تیرا
نام لے نیلگو گگن تیرا
شہر مکہ ہوا وطن تیرا

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

معطر ہے تجھ سے گلستانِ عالم
ہے ذاتِ مقدس تِری شانِ عالم
ہیں تیرے ہی منگتے فقیرانِ عالم

تِرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم
تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم

کسی کو کہاں ایسی عظمت ملی ہے
یہ جاہ و بلندی یہ رفعت ملی ہے
تجھی کو جہاں کی حکومت ملی ہے

کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے
گدا کس کے دَر کے ہیں شاہانِ عالم

یہ دل اُن پہ صدقے کروں، جاں لٹاؤں
ہوں ناراض گر مصطفٰے تو مناؤں
شب و روز اُس در کی خیرات کھاؤں

میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں
بھکاری ہیں اُس در کے شاہانِ عالم

مجھے روشنی دے درخشندہ کر دے
میں تاریک ہوں مجھ کو تابندہ کر دے
منور مِرا حال و آئندہ کر دے

مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے
مِرے جانِ عالم مِرے جانِ عالم

ہر اِک اہلِ ایماں ہیں تیرے سبب سے
منور ہیں تاباں ہیں تیرے سبب سے
جہاں میں درخشاں ہیں تیرے سبب سے

مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے
مِری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم

اے رحمٰن والے اے قرآن والے
ہر اِک اجر و بخشش کے سامان والے
تِرے رُخ کے شیدا ہیں کنعان والے

مِرے آن والے مِری شان والے
گدائی تِرے در کی ہے شانِ عالم

ترِی نعت پڑھتا ہے ہر ایک غنچہ
ترِی مدح کرتا ہے ہر ایک پتہ
تجھی سے تو ہر پھول ہے مہکا مہکا

نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا
بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم

یہی ہے تمنا حسن کی بھی سن لے
زمانے کے داتا حسن کی بھی سن لے
اے عالم کے مولا حسن کی بھی سن لے

سمیعاً خدارا حسنؔ کی بھی سن لے
بلا میں ہے یہ لوث دامان عالم

ہے تیرے تلوے کے دُھووَن سے حور کی رونق
بڑھی ہے تجھ سے ہی کیف و سرور کی رونق
ہر ایک میوہ و باغِ کھجور کی رونق

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق
ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق

ترے ہی نور سے روشن ہوا فلک کا ہلال
ہے آفتاب کے رخ پر تجلیوں کا کمال
ہے نکھرا تیری ہی نسبت سے حسنِ روئے بلال

نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ ہلال
فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق

یہ گلستاں یہ نظارے یہ باغ و گل کی مہک
یہ ریگ زار کے رخ پر تجلیوں کی دمک
ہے مثل قوس قزح ان کے گرد رہ کی چمک

تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک
یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق

انھی کے دم سے ہی باغِ جہاں کی رنگت ہے
انھی کے صدقے یہ ساری بہار و نکہت ہے
انھی کے فیض سے موجوں میں اتنی وسعت ہے

یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے
یہی ہے حسنِ تجلّی و نور کی رونق

کرم سے یا نبی آسان کیجیے مشکل
ہے سونی سونی یہ میری حیات کی محفل
حضور آپ عرب کے ہوئے مہِ کامل

حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل
تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق

انھیں کے صدقے چمکتا ہے نیرِ تاباں
بنایا رب نے انھیں نازشِ مہِ کنعاں
زمیں پہ صرف وہی تو ہیں مظہرِ یزداں

سجی ہے جن سے شبستانِ عالم امکاں
وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق

خدائے پاک نے عظمت اُنہیں عطا کی ہے
اُنہیں سے نہر یہ جاری ہوئی سخا کی ہے
خدائے پاک نے مقبول ہر دعا کی ہے

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفےٰ کی ہے
حسنؔ یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

سنو میرے دل کی صدا غوث اعظم
کرو دردِ دل کی دوا غوث اعظم
یہ ہے تجھ سے فریاد یا غوث اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
غریبوں کے حاجت روا غوث اعظم

ملا بے سہاروں کو فوراً سہارا
مجھے چاہیے اب غموں سے کنارا
ہوئی ہے مدد جس نے تم کو پکارا

پھنسا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم

ترِی شخصیت پر بھروسہ کِیا ہے
بڑی عقل سے کام میں نے لیا ہے
لکھا نام تو قادری بھی لکھا ہے

ترِے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
ترِے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

نہ زورِ شقاوت نہ جور و ستم سے
نہ تیغِ بغاوت نہ تیرِ اَلم سے
نہ سیف و سناں سے نہ بارود و بم سے

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم

یہ عرضی سنو آلِ شاہ مدینہ
ہمیں لگ رہا ہے کہ مشکل ہے جینا
نہیں آ سکا تیرنے کا قرینہ

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوث اعظم بچا غوث اعظم

نیا کوئی اب جاری فرمان کیجے
مدد کا کھلے عام اعلان کیجے
کرم مجھ پہ بھی شاہِ جیلان کیجے

مِری مشکلوں کو بھی آسان کیجے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم

بھنور میں جو طوفان نے سر اٹھایا
مدد کے لیے ہاتھ تم نے بڑھایا
ہوا ہر مصیبت کا فوری صفایا

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوث اعظم

مجھے بھی شراباً طہوراً پلا دے
کبھی نوری جلوے سے چلمن اٹھا دے
محبت کا دل میں نیا گھر بسا دے

مجھے اپنی الفت میں ایسا گما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتہ غوث اعظم

مسائل میں ہے زندگی اِس کی اُلجھی
دل آزار ہے وقت کی گھما گھی
کہاں پیش اشرفؔ کرے اپنی عرضی

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

۞۞۞

چمن میں طالبِ فصلِ بہار ہم بھی ہیں
حضور ایک غریب الدیار ہم بھی ہیں
شکارِ گردشِ لیل و نہار ہم بھی ہیں

نگاہِ لطف کے اُمیّد وار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہر اِک دعا نے لباسِ قبولیت پَہنا
کسی گدا نے سنا ہی نہیں ہے لفظِ نا
فقیرِ کوچۂ خیرالبشر کا ہے کہنا

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہرِ یار ہم بھی ہیں

نگاہِ رحمتِ شاہِ اُمم میں سب کچھ ہے
درِ عطائے جمیل الشیم میں سب کچھ ہے
یہ اختیار کہ گردِ قدم میں سب کچھ ہے

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

بلندیوں کی کئی سرحدیں کریں گے عُبور
نگاہِ رشک سے دیکھے گی ہم کو خلد کی حور
زمانہ وقت کا سلطاں ہمیں کہے گا ضرور

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں

اُنہیں کا جلوہ ہر اِک حسنِ لالہ زار میں ہے
اُنہیں کا رنگ گلستان کی بہار میں ہے
وہ بات کس میں ہے جو میرے تاج دار میں ہے

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے
سُپرد اُنہیں کے ہیں سب کاروبار، ہم بھی ہیں

اُنہیں کا نور ہے اشرفؔ جبینِ آدم میں
اُنہیں کے جلووں کی برسات عرق و شبنم میں
اُنہیں کا سوز ہے نغمات و لَے کے سرگم میں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالَم میں
اُنہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار، ہم بھی ہیں

ہر اِک چمن کو وہی پُر بہار کرتے ہیں
وہ ریگ زار کو بھی لالہ زار کرتے ہیں
وہ تو فقیر کو بھی تاج دار کرتے ہیں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا اُمیدوں کو اُمیدوار کرتے ہیں

کسی ملال کی خاطر یہ آنکھ نم کیا ہو
گُلِ حیات میں رنگ و بہار کم کیا ہو
خوشی کا ایک ذخیرہ ملا ہے غم کیا ہو

مجھے فسردگیِ بخت کا الم کیا ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

ہمارے سوئے ہوئے بخت کو جَگا دیں گے
خزاں رسیدہ چمن ہے مگر کِھلا دیں گے
خدا نے بخشی زباں مصطفٰے نوا دیں گے

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجُھا دیں گے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

یہ کس نے کہہ دیا زنبیل اُن کی خالی ہے
امیر کوئی ہو اُس در کا ہی سوالی ہے
ہزاروں چہرے پہ اُن کے سبب ہی لالی ہے

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاج دار کرتے ہیں

نمایاں رہتے ہیں تقویٰ میں کارِ نیکی میں
ہمیشہ نام اُنہیں کا ہے آتا سرخی میں
وہ اپنی جان لیے پھرتے ہیں ہتھیلی میں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کار زار کرتے ہیں

ہو میرا سارا گھرانہ شہِ امم پہ نثار
مِرے حضور کی رحمت پہ اور کرم پہ نثار
ہو جانِ اشرفِؔ خستہ بھی اُس قدم پہ نثار

حسنؔ کی جان ہو اُس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اِک جہان کو اُمیدوار کرتے ہیں

سر پہ رحمت کی ہمہ وقت گھٹا چھائی ہو
غم کے ماحول سے بالکل نہ شناسائی ہو
فصلِ گُل دل کے خیاباں میں چلی آئی ہو

دل میں ہو یاد تِری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اُس کی بازارِ محبت میں بڑھی ہو قیمت
پا کے اُس شخص کو خود ناز ہو کرتی قسمت
لوگ پڑھتے ہوں سدا اُس کی کتابِ سیرت

اُس کی قسمت پہ فدا تاجِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

اُن کا در ہوتے ہوئے اہلِ جہاں کی خواہش؟
سنگِ در رہتے ہوئے کوہِ گراں کی خواہش؟
چھوڑ کر گردِ حرم کاہ کشاں کی خواہش؟

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

اُس کی ہستی کا چمن اِک نئی رنگت لائے
مانگ کر فکر درِ شاہ سے وسعت لائے
اُس کا کاشانۂ دل طیبہ سے زینت لائے

خلعتِ مغفرت اُس کے لئے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شہ جائے کفن پائی ہو

سر پہ ہر وقت برستا رہے رحمت کا سحاب
گلشنِ قلب میں کھِلتے رہیں خوش رنگ گلاب
خیرہ آنکھوں کو مِری کردے ترے رُخ کا نقاب

جب اٹھے دستِ اجل سے مِری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

مغفرت کے لیے اشرفؔ کی بھی وا ہوں راہیں
نم رہیں دید کی خوشیوں سے یہ دونوں پلکیں
کیوں نہ استادِ زمن کی طرح ہم بھی سوچیں

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

کون کہتا ہے وہاں کی دلکشی اچھی نہیں
باغِ جنت سے کہیں کی تازگی اچھی نہیں
اُس سے بہتر دہر کی وادی کوئی اچھی نہیں

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

بس اُسی کے دم سے روشن وادی و کہسار ہے
اِس جہاں کا گوشہ گوشہ اُس سے ہی ضوبار ہے
جلوۂ ماہِ نبوت مطلعِ انوار ہے

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

فضلِ رب سے ہاتھ میں ہے دامنِ خیرالوریٰ
میرے سر پہ ہے نبی کے فیض و رحمت کی رِدا
یوں کرم اُن کا رہا تو فیصلہ ہو جائے گا

کیا خبر ہے میں بُرا ہوں کیسے اچھے کا بُرا
مجھ بُرے پر زاہدو! طعنہ زنی اچھی نہیں

ہر مرض کے واسطے نسخہ یہی ہے کارگر
ورنہ دنیا کی دوائیں ہو چکی ہیں بے اثر
میں ترا احسان مانوں گا ہے وعدہ عمر بھر

خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

جو نبی کا ہے فقط ہے قابلِ عزت وہی
ہے اُسی کے واسطے دنیا کی یہ ساری خوشی
بندگی کے واسطے لازم ہے اُن کی پیروی

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے! خدا کی بندگی اچھی نہیں

قلب کا گوشہ مجلیٰ کر دے اے طیبہ کے چاند
حسن سے اس کو دوبالا، کردے اے طیبہ کے چاند
سر پہ رحمت کا دوشالہ کردے اے طیبہ کے چاند

روسیہ ہوں منہ اُجالا کردے اے طیبہ کے چاند
اِس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

اِک انوکھی اور نرالی زندگی پاؤں حسن
بوئے کردار و عمل سے خود کو مہکاؤں حسن
خاکِ طیبہ سے مقدر اپنا چمکاؤں حسن

اُن کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

✿✿✿

نہ پوچھو ہے کیسا دیارِ مدینہ
مقدس ہیں لیل و نہارِ مدینہ
ہیں مثلِ کواکب غبارِ مدینہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

کرم کا ہے جاری وہاں پر تسلسُل
ہے سحرالبیاں باغِ طیبہ کی بلبُل
نہیں بولنے میں ہمیں یہ تامُّل

مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گُل
ہمیں گُل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

بہارِ حرم کرکے آباد جائے
نہ سرکار کی قلب سے یاد جائے
نہ ضائع مِری اِک بھی فریاد جائے

مِری خاک یا رب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

ہواؤں کی جب راگنی دیکھتا ہوں
فضاؤں میں جب دلکشی دیکھتا ہوں
چمن زار کی تازگی دیکھتا ہوں

رگِ گُل کی جب نازُکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ہے آنکھوں کا سرمہ مدینے کی مٹی
نہ تاثیر میں ہے کوئی اس کے جیسی
خصوصی ہُوا اس پہ فضلِ الٰہی

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

رہیں سامنے اُن کے انوار پھیلے
منور رہیں میری آنکھوں کے گوشے
میں کرتا رہوں جان و دل اُن پہ صدقے

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے
مِرا دل بنے یادگارِ مدینہ

ہیں سرکار محبوبِ ربّ دوعالَم
خدا نے بنایا ہے نورِ مجسم
گڑا عرشِ اعظم پہ ہے اُن کا پرچم

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
گیے لامکاں تاجِ دارِ مدینہ

مکرم کیا رب نے شاہِ ہدیٰ کو
ملی تاب اُن سے ہی جود و سخا کو
ہے اشرفؔ ملی شان کیا مصطفےٰ کو

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

✿✿✿

کسی کے سامنے کیا فائدہ آنسو بہانے سے
شہِ بطحا عطا کرتے ہیں رحمت کے خزانے سے
بھلا ہونا ہے کیا زخمِ جگر سب کو دکھانے سے

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

ملا کرتا ہے ہر اِک درد کو اُس در سے ہی مرہم
ہے خاکِ روضۂ شاہِ امم تریاق رنج و غم
سبھی فرماں روائے دہر کرتے ہیں جبینیں خم

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اِک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اِسی محتاج خانے سے

زمانے بھر کے آقا پر نچھاور ہونے والی تھی
یقیناً شاہِ بطحا پر نچھاور ہونے والی تھی
حبیبِ ربِّ کعبہ پر نچھاور ہونے والی تھی

شبِ اسریٰ کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

کرم کا ابر کر دے سایہ افگن اپنے کوچے میں
کرا دے جلوۂ نوری کا درشن اپنے کوچے میں
مِرے آقا بنادے میرا مسکن اپنے کوچے میں

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں
لگادے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

مِرے سرکار کے جلوت کدے کا پوچھنا ہی کیا
شبانہ روز لگتا ہے وہاں پر نور کا میلا
وہاں سے کون آنا چاہے گا واپس مِرے آقا

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اُس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

درِ سرکار پر ہر سو شعاعِ نور پھیلی ہے
دیارِ مصطفیٰ کی بات ہی اشرفؔ نرالی ہے
بہارِ خلد، طیبہ دیکھنے کو چل کے آتی ہے

نہ پہنچے اُن کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسنؔ کیا پوچھتے ہو ہم گیے گزرے زمانے سے

جہاں میں آج وہ نبیوں کا سَرور آنے والا ہے
لٹانے روشنی وہ نوری پیکر آنے والا ہے
زمیں پر مرحبا محبوبِ داور آنے والا ہے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانے جس کے در پر آنے والا ہے

مقدر کے دھنی ہوں گے جو اُن سے لو لگائیں گے
رسولِ پاک کے صدقے مقدر جگمگائیں گے
گدا ہوں گے مگر سلطان بن کر در سے جائیں گے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

اُنہیں کی نسبتوں سے ہوگی رب کی معرفت حاصل
وہی ہیں رہ روانِ جستجو کی آخری منزل
اُنہیں کے صدقے ہوگی دیکھنا آسان ہر مشکل

کہاں ہیں ٹوٹی اُمیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریاد رس بے کس کا یاور آنے والا ہے

وہی ہوں گے مصادر حسن کے دلکش نظاروں کا
وہی قبلہ رہیں گے چاند اور پُر نور تاروں کا
سہارا بن کے وہ آئیں گے سارے غم کے ماروں کا

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بے کس کا یاور آنے والا ہے

جفا کی ظلم کی معدوم ہو جائے گی شہ زوری
قریب اُن کے غلاموں کے نہیں آئے گی مجبوری
قریب آئے گی منزل ختم ہو جائے گی سب دوری

برآئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کُل عالَم کا سرور آنے والا ہے

ادب کی نسل انسانی میں اِک تعلیم کی خاطر
رگِ افکار نو میں وسعتِ تفہیم کی خاطر
اے اشرفؔ زندگیِ قوم میں تنظیم کی خاطر

حسنؔ کہہ دے اُٹھیں سب امتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

کام آئے گی سرِ حشر محبت اُن کی
ڈھونڈتی ہوگی غلاموں کو شفاعت اُن کی
مسکرائیں گے گنہ گار بدولت اُن کی

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں امت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رِقّت اُن کی

کیسے محروم رکھے اُن کی شفاعت ہم کو
رُسوا ہونے ہی نہیں دے گی محبت ہم کو
چھوڑ سکتی ہی نہیں اُن کی عنایت ہم کو

دیکھ آنکھیں نہ دِکھا مہر قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہیں ہم، دیکھی ہے صورت اُن کی

وہ زمانے کے شہنشاہ بنے پھرتے ہیں
عشقِ سرکار کی سوغات لیے پھرتے ہیں
معرفت کا وہ سدا جام پیے پھرتے ہیں

خاکِ دَر تیری جو چہروں پہ ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاشقانِ شہ ابرار کہے جاتے ہو
نغمۂ صلِ علیٰ دل سے پڑھے جاتے ہو
ان کے رہتے ہوئے کیوں آہ! بھرے جاتے ہو

عاصیو! کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

ہم کہے جاتے ہیں دنیا میں اسیرانِ حرم
دل میں ہیں رکھّے ہوئے عشقِ شہنشاہِ اُمم
اِس لیے ہم تو اُٹھاتے ہی نہیں بارِ اَلم

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

سامنے عشق و محبت کی ہوں بہتی نہریں
فکر و احساس کی وادی میں سجی ہوں بزمیں
اور اشرفؔ یہی استاد زمن اس میں پڑھیں

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسنؔ اُن کو مبارک رہے جنت اُن کی

۞۞۞

آنکھوں میں رخِ شہ کی تجلی ہو ضیا ہو
جاری مری دھڑکن سے اغثنی کی صدا ہو
لب صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ پڑھنے لگا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

جس کے درِ دولت سے ہر ایک چیز عطا ہو
دیتا جو گداؤں کو طلب سے بھی سِوا ہو
مایوس نہ جس نے کسی سائل کو کیا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادارِ صدا ہو
جو بھیک لیے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

اِس دل کی حویلی میں حسیں جشن سجا ہو
اور بربطِ احساس پہ نغماتی صدا ہو
ایسے میں نہ کچھ پوچھیے کیا حال مِرا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جُھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

دوشالۂ رحمت ہے غریبوں کا سہارا
منجدھار میں کشتی کو ملا اس سے کنارا
کافی ہے گنہ گاروں کو انگلی کا اشارہ

دیکھا اُنہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

ملتا ہے درِ پاک سے مفلس کو دلاسہ
مایوس نہ لوٹا ہے کبھی آپ کا منگتا
دنیا میں کہاں اور ہے ایسا کوئی داتا

آتا ہے فقیروں پہ اُنہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

سرکار پہ کس درجہ ہوا فضلِ الٰہی
رہنے نہیں دیتے وہ گناہوں کی سیاہی
فرمائیں گے مجرم کی وہی پشت پناہی

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

ہر وقت کیے رہتے ہو تم سایۂ رحمت
دیکھی نہیں جاتی ہے غلاموں کی مصیبت
رہتی ہے اسیروں پہ سدا چشمِ عنایت

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

آقا ہیں مریضانِ محبت کے مسیحا
دنیا میں کوئی پیدا ہوا ہی نہیں اُن سا
اشرفؔ ہے بہر حال مجھے اُن پہ بھروسہ

دے ڈالیے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسنؔ کی بھی دوا ہو

اُسی دربار سے وابستہ جنت کی بحالی ہے
عظیم المرتبت رب کی قسم سرکارِ عالی ہے
اُسی کے فیض سے تو آج ہر چہرے پہ لالی ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

شگفتہ تیرے ہی دم سے ہر اِک گلشن کی ڈالی ہے
ترِے ناخن کا اُترن بھی لیے رنگِ ہلالی ہے
بفضلِ رب ترِی ہر بات انوکھی شان والی ہے

ترِی صورت ترِی سیرت زمانے سے نرِالی ہے
ترِی ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

معطر کر لو باغِ زیست، گلہائے معطر لو
درِ اقدس پہ آکر مال لو اسباب لو زر لو
ہے دامانِ طلب خالی اِسے جلدی سے پُر کر لو

فقیرو بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

ہو رکھتے آبرو اپنے سوالی کے سوالوں کی
صدا سنتے ہو تم سارے محبت کرنے والوں کی
عطا کر دو شہِ طیبہ ہمیں خیرات اُجالوں کی

پکار اے جانِ عیسیٰ سن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے درد مندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

سنانے اپنے دل کی کس کو میں آہ و فغاں جاؤں
کہاں لے کر غموں کا یہ ہجومِ بے کراں جاؤں
دکھانے کس کو اپنے قلب کا دردِ نہاں جاؤں

تمہارے دَر تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ کوئی مجھ سا بے کس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

خزاں کی زد میں ہے اشرفؔ کا باغ اب تازہ ڈالی دو
کسی صورت نہ دامانِ طلب رہ جائے خالی، دو
اویسی فکر دو سرکار اور طرزِ بلالی دو

حسنؔ کا درد دُکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

❁❁❁

نہ رکھتی ہے تشنہ عنایت کسی کی
سکوں بخشتی ہے محبت کسی کی
نرالی ہے سب سے لطافت کسی کی

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

گڑا ہو فصیلِ تخیل پہ پرچم
زباں پر محبت کا نغمہ ہو پیہم
کسی کی محبت میں دیدہ رہے نم

رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

دیارِ کرم میں ہے خیرات بٹتی
وہاں سارے سائل ہیں پھیلائے جھولی
عجب شان رکھتے ہیں سلطانِ مدنی

زمانے کی دولت نہیں پاس پھر بھی
زمانے میں بٹتی ہے دولت کسی کی

نوازش کی خاطر عنایت کی خاطر
یہ دل بجھ چکا ہے سکونت کی خاطر
مصلٰی رکھا ہے امامت کی خاطر

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر
ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

خدا کی قسم ہر طلب گار اُن کے
یہ محتاج اُن کے، یہ بیمار اُن کے
یہ بولے بریلی سے مے خوار اُن کے

نہ پہنچیں گے جب تک گنہ گار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمّت کسی کی

نہ مرنے کا غم ہو نہ دنیا کی رغبت
مع الخیر ہو خاتمہ بس ہے چاہت
اے اشرفؔ یہی ہے حسن کی بھی حسرت

خدا سے دعا ہے کہ ہنگامِ رخصت
زبانِ حسنؔ پر ہو مدحت کسی کی

۞۞۞

وجہِ خوشحالیِ دنیا ہے عنایت تیری
بھوکا رہنے نہیں دیتی ہے سخاوت تیری
لڑکھڑانے سے بچاتی ہے حمایت تیری

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

تیری رحمت کے ہمہ وقت ہیں سر پر سائے
سب کو ہیں تیرے ہی گلہائے کرم مہکائے
سارے عالَم نے ترے دَر کے نوالے کھائے

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت ترِی عادت تیری

رب نے ہے تجھ کو کیا ارض و سما کا مالک
قاسِمِ نعمتِ رب یعنی عطا کا مالک
تجھ کو کہتا ہے جہاں جود و سخا کا مالک

تو ہی ہے ملکِ خدا مِلک خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری

گل بداماں ہے مدینہ کے بیاباں کا سماں
چشمۂ فیض ہے ذراتِ مدینہ سے رواں
بخت بے دار ہو جن کا وہ ہیں بنتے مہماں

جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی رضواں
اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہے جنت تیری

ذرہ ہائے گل و گلزار تِرے گُن گاتے ہیں
کوہ در کوہ ہر اِک ذرے کو چمکاتے ہیں
فیض لینے کو مدینے میں چلے آتے ہیں

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں
مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری

معرفت کا جسے حاصل ہے خصوصی انعام
دشتِ طیبہ میں کیا کرتے ہیں جا کر آرام
ایک عاشق نے بریلی سے سنایا پیغام

موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دم نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

غیر ممکن کو بنا دیتے ہیں آقا ممکن
رات کو کہہ دیں اگر دن تو وہ ہو جائے گا دن
اُن کو اشرفؔ نے بنا رکھا ہے اپنا ضامن

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسنؔ تیری ہے جنت تیری

حسن ہی حسن ہے رعنائی ہی رعنائی ہے
دودھیا رنگ بھی اُس رنگ کا شیدائی ہے
خلد کے باغ میں کیا حسن ہے زیبائی ہے

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینے پہ فدا ہوکے بہار آئی ہے

چشمِ مازاغ میں زیبائی ہی زیبائی ہے
روئے انور کا تو مہتاب بھی شیدائی ہے
دستِ سرکار پہ قربان مسیحائی ہے

اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
اُن کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

ہے ترے حسنِ یدِ پاک کی تمثیل محال
دیکھ کر عارض و رخسار ہے شرمندہ ہلال
کیسے کیسے تجھے اللہ نے بخشے ہیں کمال

جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسیں تیری ادا اُس کو پسند آئی ہے

زخمِ دل کس کو دکھاؤں میں تمھارے ہوتے
ڈیرا کس در پہ جماؤں میں تمھارے ہوتے
کس کے دربار میں جاؤں میں تمھارے ہوتے

دردِ دل کس کو سناؤں میں تمھارے ہوتے
بے کسوں کی اُسی سرکار میں سنوائی ہے

ہو گئیں رحمت و بخشش کی کشادہ راہیں
خشک ہونے لگیں احساس کی بھیگی پلکیں
دم میں جاری ہوئیں الطاف کی سوکھی نہریں

آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں
آپ کی خاکِ قدم سرمۂ بینائی ہے

نغمۂ نعت سنانے لگی اِٹھلاتی ہوا
رشکِ فردوس بریں ہو گئی پچھّم کی فضا
جھوم کے گانے لگی بادِ صبا صلِ علیٰ

باغِ فردوس کِھلا فرش بِچھا عرش سَجا
اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

اشرفؔ اُن کے رخ نایاب کے صدقے جاؤں
نازشِ انجم و مہتاب کے صدقے جاؤں
دل سے اُس رحمتِ توّاب کے صدقے جاؤں

اے حسنؔ حُسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرے ذرے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

✿✿✿

اے عرب کے چاند اے مہرِ مبیں
تجھ سا دنیا میں کہاں کوئی حسیں
تیرے آگے خم عقیدت کی جبیں

السلام اے خسرو دنیا و دیں
السلام اے راحتِ جانِ حزیں

تیرے دم سے مہ کی ہے تاب وتواں
مہر تیرے نور سے ہے ضوفشاں
ذات تیری فضلِ رب کی ہے نشاں

السلام اے بادشاہِ دو جہاں
السلام اے سرورِ کون و مکاں

ہے نبوت ہو گئی تجھ پر تمام
سب سے ستھرا ہے ترے در کا نظام
بولتے ہیں یہ ملائک صبح و شام

السلام اے نورِ ایماں السلام
السلام اے راحتِ جاں السلام

بے کس و مفلس کے آقا السلام
زینتِ عرشِ معلیٰ السلام
اے شبِ اسریٰ کے دولھا السلام

درد و غم کے چارہ فرما السلام
درد مندوں کے مسیحا السلام

دور کر دے رنج و اندوہ و ملال
دے کے خوشیاں کردے پھر چہرہ بحال
میں بتاؤں کس سے جا کر حال چال

نبضیں ساقط ،روح مضطر ،جی نڈھال
دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال

جلوۂ زیبا ہمیں دکھلایئے
ابرِ فیضانِ کرم برسایئے
ہم غلاموں کے یہاں بھی آیئے

ہم غریبوں پر کرم فرمایئے
بد نصیبوں پر کرم فرمایئے

جلوۂ زیبا دکھانے آیئے
آگ اس دل کی بجھانے آیئے
قیدِ عصیاں سے چھُڑانے آیئے

بے قراروں کے سرہانے آیئے
دل فگاروں کے سرہانے آیئے

بڑھ چکا ہے آج طوفانوں کا شر
کس کو بتلاؤں میں احوالِ جگر
اے رسولِ مجتبیٰ، خیر البشر

راہ نامعلوم صحرا پُر خطر
کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر

ہے مِرے پیشِ نظر حالِ تباہ
تنگ ہے عقل و خرد کی شاہ راہ
اے جہاں کے تاج والے بادشاہ

ہر طرف کرتا ہوں حیرت کی نگاہ
پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ

سرورِ دنیا و دیں، شاہِ امم
ہے ہجومِ غم سے میری آنکھ نم
مجھ پہ اب لِلّٰہ فرما دو کرم

اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم
اے خدا کے نور اے شمعِ حرم

یا نبی چشمِ عنایت کیجیے
دور ہر رنج و مصیبت کیجیے
میری بھی عرضی سماعت کیجیے

ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے
تیرہ بختوں کی شفاعت کیجیے

شادماں اب قلبِ مضطر کیجیے
در کا اشرفؔ کو گداگر کیجیے
اس کے حق میں جو ہو بہتر کیجیے

کیجیے رحمت حسنؔ پر کیجیے
دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

مالیگاؤں (مہاراشٹرا)

"مولانا محمد اشرف رضا قادری نے دبستانِ داغ
کے روشن چراغ مولانا حسن رضا حسن بریلوی کے
پچاس کلام پر تضمین لکھنے کی کامیاب ترین کوشش
کی ہے۔ یہ تضمینیں اشرف کی شاعرِ محترم سے
ارادت و محبت، عقیدت و الفت اور نسبتوں کی
بہاروں کا فیضان بھی ہیں اور زبان و بیان، جذبہ و
تخیل اور معنی و مفاہیم کے لحاظ سے بھی خاصے کی
چیز ہیں۔ اشرف نے اپنے زورِ قلم سے جو تضمینی
گل بوٹے کھلائے ہیں وہ بڑے ہی مشک بار اور
خوشبودار ہیں۔ سلاست و روانی، زورِ بیان،
شوکتِ الفاظ، شگفتگی، شیفتگی، ندرت کاری اور سہل
پسندی کے ساتھ ساتھ شاعرِ محترم حسن رضا بریلوی
سے زمان و مکان کے ایک طویل فاصلے کے
باوجود اشرف کی مرقومہ تضمینوں میں جو فکری
مماثلت، لسانی ہم آہنگی اور معنوی امتزاج ملتا
ہے وہ ہر اعتبار سے لائقِ تحسین و آفرین ہے۔ راقم
الحروف اشرف مذہب و ادب کے میدان میں
اشرف کے روشن مستقبل کے لیے نیک خواہشات
پیش کرتے ہوئے امید رکھتا ہے کہ وہ اسی طرح
نت نئے علمی و ادبی ذخائر سے دنیائے ادب کو مالا
مال کرتے رہیں گے۔"

محقق رضویات

حضرت مولانا ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب پٹنہ

حضرت مولانا اشرف رضا ثقلی جواں سال، جواں ہمت اور جواں عزم و حوصلہ کے حامل عالم دین ہیں۔ "تضمین مجموعہ کلام بہجت قادری عالم" پر تضمین رکھتے ہیں اور وہ آزمائش و پریشان حالی کو "رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن" کا اسیر رہتے ہوئے ایسا یقین کیا کرتے ہی رہتے ہیں جس سے تاریخ میں وہ اپنی جگہ بنا لیں۔

انہوں نے اپنی مجلس سماء زندگی میں "خطبات امین شریعت، مکتوبات امین شریعت، مقالات امین شریعت، مقالات متعلق اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت کیوں؟، امین شریعت نمبر، مصائب تاج الشریعہ نمبر، اے عشق ترے صدقے، منظوم سوانح امین شریعت، منظوم سوانح تاج الشریعہ جیسی کتابیں لکھی اور ترتیب دیں جو یقیناً اہم سے دعوتی طالب ہیں۔ خاص طور پر "معارف امین شریعت" کے حوالے سے ان کے ذوق تحقیق و ہمت مردانہ نے کم سے کم مدت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جو ایک فرد کے لئے بہت آسان نہیں تھا۔ ایک شخصیت کے تعارف کے حوالے سے ان کی یہ کدوکاوش بجائے خود ایک کارنامہ ہے جو تحسین کی مستحق ہے۔

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

زیر نظر کتاب "تضمین اشرف" ان کے ذوق شعر و ادب کا روشن اشاریہ ہے۔ جو استاذ زمن کی نعتوں کے حوالے سے اظہار عقیدت کی حامل ہے کہ ابھی اس طرف ہمارے ادباء کی توجہ مرکوز نہیں ہوئی ہے۔ اس باب میں یہ سب سے پہلی کاوش ہے جو یقیناً دوسروں کے لئے مہمیز کا کام کرے گی۔

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی سرکار اعلیٰ حضرت کے دست راست تھے۔ مذہب اور دونوں میں گہرا مطالعہ، وسیع فکر اور کمال رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے افکار کی ترجمانی کے لئے انہوں نے صحافت، ادب اور دینی تصنیفات پر جہت سے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں جس کا اظہار خود اعلیٰ حضرت نے بھی فرمایا۔ "ذوق نعت" ان ہی کے ذوق شعری اور فکر کی کاشت کا عکس جمیل ہے جس میں کیفیت اعلیٰ حضرت کی ہے اور زبان داغ دہلوی کی۔ دونوں کے آمیزے نے اس مجموعہ کو ایک انفرادی رنگ بنا دیا ہے جس کا جواب اردو نعتیہ شاعری میں مشکل ہے۔

"ذوق نعت" میں شامل ان نعتوں پر تضمین کا یہ حسین گلدستہ مولانا اشرف کے تابناک مستقبل کا غماز ہے۔ میں نے جستہ جستہ اس کا مطالعہ کیا۔ محسوس ہوا کہ زبان صاف ستھری اور سادہ ہے جس میں تعقید و ابہام نہیں ہے۔ مسلسل ریاض اور مشق سخن کے سبب انہوں نے شعر و ادب کے پارکھ اور ناقدان فن کے لئے انگلی رکھنے کی گنجائش کم سے کم چھوڑی ہے۔ میں اپنی جانب سے اور ادارہ کی جانب سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے مخلصانہ جذبے کے ساتھ مسلسل مصروف عمل رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

حاجی عبد الرزاق صاحب ([illegible] بھائی میمن)

حاجی محمد رضوان میمن صاحب [illegible]